

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222866

UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. 19.
CLC

Accession No. 1-2-2

Author

Title

نرسہ جہاں

This book should be returned on or before the date last marked below.

30-9-66

24.9.66

26/10/58

13 NOV 1957

17-1-58

21 MAR

26 10 1964

✓
14 SEP 1968

۵۴-۸۲

۸۲

نگرس جمال

مارس میٹر لنک کے مشہور ڈرامہ
”جائینرل“ کا ششستہ و رفتہ ترجمہ

از

جناب شاہد احمد بی۔ اے (آنررز) دہلوی
ایڈیٹر سالہ ستانی دہلی

مطبوعہ دہلی پرنٹنگ ورکشاپ

کتاب خانہ

قیمت ۲-۰-۰

طبع اول۔

انتساب

میں اپنی اس حقیر ادبی کاوش کو اپنے بہترین
دوست سید انصار ناصری بی، اے دھلوی
کے نام سے منسوب کرتا ہوں، خشکی ہم جلسی میرے
لئے فی الحقیقت ”جمال ہمنشیں درمن اثر کرد“ کی
صادق و مکمل مثال ہے۔ اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ
یہ انتساب اظہارِ مومنیت کے علاوہ افائے سپاس
کا بھی عملاً ایک موزوں پیرایہ ہوگا۔

شاہد

تعارف

ارسطو کے قول کے مطابق نقالی انسان کی جبلت میں داخل ہے۔ اس حقیقت کا احساس نہ ہو یہ دوسری بات ہے۔ تاہم غور کیا جائے تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ ابتدائے آفرینش سے اس فن لطیف کی نشوونما انسان کی فطرت میں ہوتی رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج متمدن دنیا رواج قومی کی اصلاح اور تزکیہ اخلاق و احساسات کے لئے اس کو بہترین ذریعہ تصور کرتی ہے مگر افسوس کا مقام ہے کہ بد قسمت ہندوستان جہاں اور اصناف فن میں دیگر ممالک سے پیچھے ہے ڈرامہ میں بھی کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا۔ اس ابتذال کی ذمہ داری ڈرامہ نویس سے زیادہ تھیٹر کی کمپنیوں پر عائد ہوتی ہے۔ جو تھیٹر کے قوانین وضع کرتی ہیں۔ البتہ ڈرامہ نویس اس لحاظ سے مورد الزام ٹھہرائے جاسکتے ہیں کہ وہ اپنے ادبی کارنامے سوقیانہ مذاق رکھنے والی کمپنیوں کو کیوں پیش کرتے ہیں یا مسلم ہو کہ فی زمانہ تھیٹر ایک عالمگیر تجارتی مشغلہ بن گیا ہے اور ان کے سرپرست کبھی یہ گوارا نہیں کریں گے کہ ذاتی منفعت کو ضائع کر کے ڈرامہ کے اصلاحی پہلوؤں پر غور کریں۔ پیش نظر ڈرامہ۔ نرگس جمال محض ادبی خدمات کو ملحوظ رکھ کر سپر و قلم کیا گیا ہے۔ اور مترجم کا ہرگز یہ منشا نہیں ہے کہ اس کو کسی ایجنٹ پیش کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ ہر قسم کے رطب و یابس سے منفرہ اور پاک ہو کر یک خیالات

کے وہ حضرات جنکو علمی مجنون اور شیریں فرہاد جیسے فرسودہ اور متبذل ڈراموں میں سامانِ دبستگی نصیب ہو جاتا ہے اسکے مطالعہ سے لطف اندوز نہ ہوں تو شاید صاحب اسکے ذمہ دار نہیں ہیں، تاہم مذاقِ سلیم لکھنے والوں سے دلجو تحسین حاصل کرنے کے مستحق ضرور ہیں، نرگس جہاں کو صرف اس وجہ سے ترجمہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ ابتدائی اختلا میں بلجیم کے ادبیات میں شامل ہو مگر جہاں تک محاسنِ ادبی کا تعلق ہو اسکو بطعزاد کے نام سے موسوم کر دینا بھی خلافِ انصاف نہیں۔ ورنہ شاہد صاحب کی کاوشیں شکوہ کئے بغیر نہ رہیں گی۔ یہ پلاٹ بہت سے ڈرامہ نویسوں کے زیرِ قلم رہا مگر مارس میٹرنک کو سب سے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی کیونکہ نفسیات کے دقیق مسائل کو مفروضہ انسانی ناموں کے پردہ میں پیش کر دینا اسکے لئے بہت آسان تھا۔ تقدیر کی کرشمہ ساز یوں کے بہترین اسلوبِ بیان کے ساتھ رقم کرنے کی بنا پر وہ نوبل پرائز کا مستحق ہو گیا، نرگس جہاں میں روحی کا کردار بظاہر مہمل معلوم ہو گا۔ کیونکہ وہ کسی قدر غیر فطری ہے۔ مگر جب ڈرامہ کی وسیع دنیا میں فرضی پلاٹ اور کردار پیش کئے جاسکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ایک تختی ہستی سے اجتناب کیا جائے۔ اگر انسان کا ہمزاد بھی بذاتِ خود کوئی مادی شکل اختیار کرنے کا اہل ہوتا تو روحی (ایریل) کو اسی نام سے موسوم کیا جاتا۔ اسکو ضمیر کی متشکل آواز سمجھنا چاہیئے۔

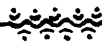
ایک معیاری تمثیل کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ پلاٹ میں ہر جگہ ڈرامائی کشمکش اور حیرت آمیز انتظار موجود ہو۔

نرگس جہاں کا مطالعہ کرنے والے ان ہر دو عناصر کو اچھی طرح محسوس کر لینگے،

مجھے ان محدود صفحات میں اجمالی نظر ڈالنے کی بھی ضرورت نہیں۔ تاہم نفس مضمون کے متعلق اتنا ضرور کہوں گا کہ مصنف نے محبت کی الوہیت اور شعریت کو معراجِ کمال پر دکھا کر ڈرامہ کو غیر فانی بنا دیا ہے۔

ترجمہ میں اصل کی ساری خوبیاں تو منتقل نہیں کی جاسکتیں تاہم شاہد صاحب نے سعی و کاوش سے بڑی حد تک انہیں برقرار رکھا ہے۔ بعض جگہ مترجم کا قلم مصنف کے قلم سے بھی آگے بڑھ گیا ہے۔ لیکن اس خوبی کے ساتھ کہ سونے پر سُہاگہ کا کام کر گیا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ یہ ترجمہ اردو زبان کے بہترین تراجم میں شمار کیا جائے گا۔

فضل حق قریشی دہلوی



احوال واقعی

ترجمہ کی دُشواریاں اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔ ایک زبان کے خیال کو دوسری زبان میں اس طرح ادا کرنا کہ اسکی جملہ خوبیاں برقرار رہیں ناممکن سمجھا گیا ہے۔ اس ترجمہ میں میں نے کوشش کی ہے کہ مُصنّف کا طرزِ بیان ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔ الفاظ کی پابندی بھی زیادہ سے زیادہ کی ہے لیکن جہاں لفظی ترتیب سے مہمل جملوں کا خطرہ دیکھا وہاں ادائے خیال کا لحاظ رکھا ہے یا حذف و اضافہ سے کام لیا ہے۔ سپر بھی اکثر غیر مانوس جملے آپکو نظر آئینگے۔ یہ امر مجبوری ہے۔ شاید یہاں یہ سوال پیدا ہو کہ ایسی مجبوری میں ترجمہ کرنے کی سرے سے ضرورت ہی کیا تھی؟ تو جواب یہ ہے کہ جب تک دانا یا ن فرنگ کے عمدہ خیالات سے استفادہ نہیں کیا جا سکا اور جب تک اُن خاص طرزوں کو اپنی زبان میں بھی مرقع نہیں کیا جائے گا جو مغربی لٹریچر میں اہمیت خاص رکھتی ہیں ہماری زبان ترقی نہیں کر سکتی۔ تراجم کی مفید حیثیت کا اندازہ اسی سے کریجئے کہ اُردو نے جو کچھ سرمایہ جمع کیا ہے اور اس میں جو روزانہ اضافہ ہو رہا ہے سب ترجموں ہی کی بدولت ہے۔ خواہ یہ تراجم کسی زبان ہی کے کیوں نہ ہوں۔ تعبیر اُردو میں تراجم کو جو اہمیت حاصل ہے طبعِ ادا کو نہیں۔

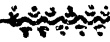
ترگتس جال بلجیم کے مشہور ڈرامیٹسٹ مارس میٹرلنک کی تمثیل ”جائیزل“
(— Jézé —) کا ترجمہ ہے۔ یہ ڈرامہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے

اُردو لٹریچر میں ایک نئی چیز ہوگا اور یہی خیال تھا جس نے مجھے اُردو کے قالب میں اسے ڈھالنے پر آمادہ کیا۔ اگر خوش مذاق قارئین اس کے مطالعہ سے محفوظ ہونگے تو میں سمجھونگا کہ میری محنت ٹھکانے لگی۔

میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس ترجمہ میں کوئی غلطی نہیں۔ جب اپنی مادری زبان میں غلطیاں ہو جاتی ہیں تو زبان غیر کا تو ذکر ہی کیا۔ اس لئے میں ممنون ہوں گا اگر اُن افلاطون سے مجھے آگاہ کر دیا جائے تاکہ دوسرے ایڈیشن میں مناسب ترمیم و ترمیم ہو جائے۔

”شاہد“

دہلی
۳۱ اکتوبر ۱۹۷۷ء



”نگہیں جمال!“

افرادِ تمثیل

شہاب۔

سہیل۔ شہاب کا بیٹا۔

نرگش جمال۔

روحی۔ شہاب کی مُشکل نادر استعدادِ روحانی، جو اوروں

کو نظر نہیں آتی۔

مقام۔ جزیرۂ شہاب۔



مجلسِ اَوّل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مجلسِ اول

مقام :- شہاب کے محل میں ایک بارہ دری -
وقت :- شب -

(زینہ کی ممر میں بیٹھیں پر روحی تو خواب شہاب کے قریب بیٹھا ہے)

شہاب - تُو خفتہ ہے، میری روحی.... میرے جوہر لطیف! وہ
قوت جو ہر انسان کی روح میں خوابیدہ ہے، اور جسے اب تک
صرف میں ہی جب چاہتا ہوں جگا لیتا ہوں..... تو سو رہی ہے
میری فرمانبردار و محبوب نٹھی پری، اور تیرے موئے پریشان
اُس نیلی گہر کی طرح پھیلے ہوئے جو شب کی خوشبوؤں،

ستاروں کی کرفوں، گلاب کے ورق انداختہ پھولوں اور سیٹا آسمان کو چاند میں غیر محسوس طور پر آمیز کر دیتی ہے، یہ جتانے کے لئے کہ ذی وجود اشیا سے ہمیں کوئی چیز جدا نہیں کرتی، اور یہ کہ ہمارا تختیل یہ نہیں جانتا کہ اُس نور کی ابتدا کہاں سے ہوتی ہے جسکے حصول کی اُسے آس ہے۔ اور نہ یہ جانتا ہے کہ اُس سایہ کی انتہا کہاں ہوتی ہے جس سے وہ اجتناب کرتا ہے..... تو گہری نیند سو رہی ہے، اور جب تو خوابِ نوشیں میں محو ہوتی ہے تو میں اپنے فہم و ادراک کو کھو بیٹھتا ہوں اور اندھا ہو جاتا ہوں اپنے اُن ہنجسوں کی طرح جو اب تک یہ نہیں جانتے کہ اس دُنیا میں اتنی ہی پوشیدہ قوتیں ہیں جتنے کہ دھڑکنے والے دل۔ افسوس! اُن کے لئے میں ایک لائقِ اجتناب جوہرِ قابل ہوں — بدشعار جاوگر جس نے اُن کے دشمنوں کے ساتھ سمجھوتا کر رکھا ہے..... ان کے دشمنوں کا کوئی وجود نہیں ہے یہ ایک ایسی رعایا ہے جو نہیں جانتی کہ اپنے بادشاہ کو کہاں تلاش کرے..... انہیں اسکا یقین ہے کہ میری یہ پوشیدہ قوت، جسکی اطاعت پودے اور ستارے

کرتے ہیں، جس کے مُطیع پانی، پتھر اور آگ ہیں اور جس پر کبھی کبھی مُستقبل اپنے کچھ راز ظاہر کر دیا کرتا ہے۔ اُنہیں اس کا یقین ہے کہ یہ نئی تاہم اس درجہ انسانی قوتِ خوفناک اور یہیبت خیز منتروں جہنمی جڑی بوٹیوں اور ڈراؤنے نقوش میں پوشیدہ ہے۔ نہیں، وہ مجھ میں ہے جس طرح کہ خود اُن میں بھی مستور ہے۔ وہ مجھ میں ہے، میری کامنی روحی، تجھ میں جو کبھی مجھ ہی میں تھی..... میں نے تاریکی میں دو باتیں حوصلہ آزا قدم اٹھائے ہیں..... میں نے وہ کام ذرا جلدی کر لیا ہے جسکو وہ تاخیر سے کریں گے۔ جب بالآخر اُنہیں تیری خوشنودی حاصل کرنے کا طریقہ آجائیگا تو کل اشیاء اُن کے تابع فرمان ہو جائیں گی۔ جس طرح کہ میں نے تیری خوشنودی حاصل کر لی ہے..... لیکن میرا اُن سے یہ کہنا کہ تو یہاں موجود ہے اور تیری خیرہ کن رعنائی کی طرف اشارہ کرنا بالکل بے سود ثابت ہوگا۔ وہ تجھے نہیں دیکھ سکیں گے..... اُن میں سے ہر ایک کو تیری تلاش اپنے آپ میں کرنی پڑیگی، اُن میں سے ہر ایک کو اپنا کاخِ حیات خود کھولنا پڑیگا جس طرح کہ میں نے کھولا ہے اور تجھے

جگانا ٹیڑیکا جس طرح کہ اب میں تجھے جگا رہا ہوں

(شہاب جھک کر رومی کا منہ چومتا ہے)

روحی۔ (چونک کر) آقا!

شہاب۔ یہ وہ ساعت ہے، رومی، جبکہ محبت کو نگہبانی کرنی چاہیے

..... ان آنے والے دنوں میں میں اکثر تمہاری نیندیں اُچاٹ

کر دوں گا

روحی۔ میری نیند اتنی طویل تھی کہ میں بار بار اس میں محو ہوتی رہتی

ہوں لیکن جب تمہارا خیال مجھے جگا دیتا ہے تو ہر بیداری پر میں

خود کو زیادہ توانا اور خگفتہ محسوس کرتی ہوں۔

شہاب۔ تم میرے بچے کو کہاں لیجا رہی ہو اور میں اُسے پھر کب

دیکھوں گا ؟

روحی۔ میں اپنے خواب میں اپنی آنکھوں سے اُس کا تعاقب کر رہی

تھی وہ ہمارے قریب آ رہا ہے وہ خود کو گم کردہ منزل

تصور کر رہا ہے اور اُس کی قسمت اُس کی رہنمائی ایسی جگہ کر رہی

ہے جہاں مسرت اُس کی منتظر ہے

شہاب۔ کیا وہ مجھے پہچان جائیگا؟..... اس بات کو ایک طویل عرصہ گزر گیا ہے کہ نوشتہ تقدیر متقاضی تھا کہ ہماری باہمی زندگی اجنبیوں کی سی گزرے۔ اور اب میں اُسی طرح اُسے اپنی آغوشِ محبت میں لینا چاہتا ہوں جس طرح کہ مُدین گزریں میں نے اس کے بچپن میں اُسے سینہ سے لگا یا تھا.....

روحی۔ نہیں۔ قسمت اس کا فیصلہ کرنے میں قطعاً آزاد رہنی چاہیے۔ ایسے باپ کی محبت سے، نوشتہ تقدیر غلط نہیں کیا جاسکتا، جس کے وجود کا علم بھی اُسے نہیں ہونا چاہیے.....

شہاب۔ لیکن اب جبکہ ننگسِ جمال یہاں ہے، ہمارے قریب۔ اب جبکہ وہ اسی کے پاس آ رہا ہے، کیا مستقبل زیادہ واضح ہو گیا ہے، کیا اس میں تم کچھ اور دیکھ سکتی ہو؟.....

روحی۔ (سہمندر اور رات پر خود فراموشانہ طور پر نظریں جاتے ہوئے) مجھے اس میں اب بھی وہی نظر آ رہا ہے جو ابتدا سے دیکھتی چلی آ رہی ہوں..... تمہارے لڑکے کی قسمت دائرہ محبت سے تمام و کمال گھری ہوئی ہے۔ اگر وہ محبت کرے، اگر وہ حیرت انگیز جاہت سے چاہا

جائے جو کہ سب انسانوں کا شعار ہونا چاہیے لیکن آج کل اس درجہ
معدوم ہو چکی ہے کہ اس کی حقیقت ایک نظر فریب بیوقوفی سے
زیادہ نہیں۔ اگر وہ چاہے اور چاہا جائے ایک فرزانہ و نتائج میں
محبت سے۔ ایسی ساوہ، خالص و پُر زور محبت سے جو کہ کہستانی
چشمہ سے مُشاہدہ ہو۔ ایسی شجاعانہ محبت سے جس میں پھول سے
زیادہ نرمی بھی ہو۔ ایسی محبت سے جو ہر چیز کو قبول کر لیتی ہے
اور جواب میں اس یافت سے بھی زیادہ دینی ہے۔ جو کبھی نہیں
ہچکچاتی۔ جو دھوکہ نہیں کھاتی۔ ایسی محبت سے جس کو کوئی چیز
غیر مطمئن نہیں بنا سکتی اور نہ حقارت سے بدل سکتی ہے۔ ایسی محبت
جو نہیں سُنتی اور نہ دیکھتی ہے سوائے ایک پُر اسرار مُسرت کے
جو اوروں کو نظر نہیں آتی۔ جسے وہ ہر جگہ دیکھتی ہے، ہر شکل میں
اور ہر حوصلہ آزما موقع پر اور جو اسکے حصول میں ایک مُسکراہٹ
کے ساتھ جُرم کے ارتکاب سے بھی رُوگردانی نہ کرے..... اگر
تمہارے لڑکے کو ایسی محبت حاصل ہو جائے، جس کا وجود کہیں نہ ہو
ایک دل میں جس کو میں پہچان سی گئی ہوں، اُس کی پذیرائی کی منتظر

ہے تو اُس کی زندگی بڑھ جائیگی، عوام سے بہتر اور پُر نشاط ہو جائیگی۔ لیکن اگر ایک مہینہ گزر جانے سے پیشتر اُس نے اسے نہ پایا، کیونکہ دائرہ تنگ ہوتا جا رہا ہے۔ اگر سہیل کو وہ محبت حاصل نہ ہوگی جو کہ مستقبل آسمانوں پر سے اس کی طرف بڑھا رہا ہے۔ اگر شعلہ اپنا آتشیں رقص پورا نہ کر سکا۔ اگر تاسف کی نقاب یا شبہ نے اسے تاریک کر دیا تو موت فتح مند ہوگی اور تمہارا لڑکا ہاتھ سے جاتا رہیگا۔

شہاب۔ بیشک۔ محبت کی ساعت ہر شخص کیلئے نہایت اہم ساعت ہوتی ہے!.....

روحی۔ سہیل کیلئے، افسوس، یہ دُشوار ساعت آ پہنچی ہے.....

ان آئے والے چند دنوں ہی میں وہ اپنی معراجِ زندگی پر پہنچ جائیگا۔ مثلاًشی ہاتھوں سے وہ مسرت اور قبر کو چھوتا ہے..... فیصلہ اُس آخری قدم پر ہے جو وہ اٹھانے والا ہے اور اُس دوشیزہ کے طرزِ عمل پر جو اُس سے ملنے آرہی ہے۔.....

شہاب۔ اور اگر نرگس جمال وہ نہ ہو جسے قسمت نے منتخب کیا ہے تو؟.....

روحی۔ مجھے خطرہ و حقیقت اس بات کا ہے کہ جو طریقہ آزمائش ہم اختیار کرنے والے ہیں صرف وہی ممکن العمل بھی ہے لیکن مستقبل کے مقابلہ میں انسان کو ہمت نہیں ہارنی چاہیے.....

شہاب۔ اگر کامیابی یقینی نہیں ہے تو پھر اس طریقہ کو اختیار ہی کیوں کیا جائے؟.....

روحی۔ اگر ہم پیش دستی نہیں کریں گے تو قسمت کر لگی۔ یہ ٹالے نہیں ٹل سکتا مگر ہاں اتفاقات پر نتیجہ کا انحصار ہے۔ اسی لئے میں یہ طریقہ اختیار کر رہی ہوں.....

شہاب۔ اور اگر وہ نرگس جمال سے محبت کرے لیکن یہ اُسے اُس محبت سے نہ چاہے جس کا مطالبہ قسمت نے کیا ہے تو؟.....

روحی۔ تو پھر ہمیں اور بھی نمایاں طور پر دخل دینا پڑیگا۔

شہاب۔ وہ کیسے؟

روحی۔ میں معلوم کرنے کی کوشش کرونگی۔

شہاب۔ روحی، میں تم سے استدعا کرتا ہوں کہ یہ معاملہ چونکہ میری ایک عزیز ترین ہستی سے متعلق ہے جو مجھے اپنی ذات سے بھی

زیادہ عزیز ہے۔ کیونکہ میرا صرف یہی ایک لڑکا ہے، اور ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ وہ بن سکتا ہے جو میں کبھی بن نہ سکوں گا۔ تو کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم ایک عدیم المثال اور خطرناک کوشش کر کے مستقبل پر قابو پالیں۔ وقت پر حملہ کریں اور اُس سے وہ راز چھین لیں جو برسوں کے سینہ میں اُس نے چھپا رکھا ہے اور جو ہماری زندگی و مسرت سے کہیں زیادہ کا منتحل ہے، خواہ وہ بعد میں ہم دونوں سے انتقام ہی کیوں نہ لے لے.....

روحی۔ نہیں۔ میں خواہ کتنی ہی کوشش کیوں نہ کروں مگر میری پہونچ اس سے زیادہ نہیں ہے مستقبل ایک ایسی دُنیا ہے جسے ہم نے خود محدود کر دیا ہے جس میں ہم صرف اُن چیزوں کو معلوم کر لیتے ہیں جن کا تعلق ہماری ذات سے ہوتا ہے یا کبھی کبھی اتفاق سے اُن چیزوں کا علم بھی ہم کو ہو جاتا ہے جو ہماری محبوب ترین ہستیوں سے متعلق ہوتی ہیں۔ میں اُن تمام تغیرات کو بخوبی دیکھ رہی ہوں جو سہیل کے گرد واقع ہو رہے ہیں یہاں تک کہ اُسکی شاہراہ نرگس جلال کی شاہراہ میں مدغم ہو جاتی ہے لیکن نرگس جلال

کے عرصہ حیات پر نقاب سی چھائی ہوئی ہے۔ نقاب منور ہے۔ اُس کا تانہ بانہ روشنی کی شعاعیں ہیں لیکن اُس نے وقت کو اسطرح ڈھنک رکھا ہے گویا وہ ایک تاریکی کی نقاب ہے..... وہ زندگی میں کاوٹیں پیدا کر رہی ہے۔ پھر نقاب کی دوسری طرف میں سترت اور موت کو اُس کا منتظر دیکھ رہی ہوں، دو برابر کے سرد مہر اور ربعید الفہم فہمنوں کی طرح آمادہ پیکار۔ میں نہیں کہہ سکتی کہ ان دونوں میں سے قریب تر کون ہے اور کون زیادہ شہزور۔ کیا یہ نگر گس جمال ہی کا مقسوم ہو؟ میں وٹوق سے نہیں کہہ سکتی۔ ہر چیز ظاہر کرتی ہے کہ یہ نگر گس جمال ہی ہے لیکن کوئی چیز یقین نہیں دلاتی۔ اس کا چہرہ آنے والے زمانہ کی طرف ہے..... اور میں اُسے کتنی ہی آوازیں دوں، کتنے ہی زور سے چیخوں، وہ جواب نہیں دیتی، پلٹ کر بھی نہیں دیکھتی، کوئی طریقہ اُس کے انہماک کو نہیں توڑ سکتا۔ میں نے اس کا چہرہ پہلے کبھی نہیں دیکھا ہے، صرف اُس کا تخیل میرے ذہن میں ہو..... صرف ایک علامت یقینی ہے۔ اُن تکلیف و صعوبت آمیز آزمائشوں کی علامت جن پر اُسے فتح حاصل کرنی پڑیگی.....

صرف ان آزمائشوں ہی سے ہم نرگسِ جمال کو پہچان سکیں گے.....
شہاب۔ اور اس لئے، اس نتیجے سے ابتداء کرنے اور اس پر عمل کرنے کے بعد ہمیں نامعلوم قوتوں کی اطاعت کرنی پڑیگی۔ اور لوگوں کی طرح حقائق کو تسلیم کر لینے کے بجائے ہمیں سوال کرنے پڑینگے، اور جوابات کا انتظار کرنا پڑیگا اور اگر وہ ہماری محبوب ہستیوں کو ضرر پہنچانے کی دہمکی دیں تو اُن کو مُطیع کرنے کی ہمیں کوششیں کرنی پڑینگی۔

روحی۔ لودہ یہاں آرہے ہیں طلوعِ صبح کے گلنار سناٹے میں۔ چلو یہاں سے جلدی چلو۔ وہ قریب آرہے ہیں۔ اس تنہائی اور خاموشی کو اُن کی قسمت کو سونپ دو جس نے اپنی عجوبہ کاریاں شروع کر دی ہیں۔ (شہاب اور روحی چلے جاتے ہیں۔ چند لمحے بعد دن کی تیزی سے بڑھتی ہوئی روشنی کے ساتھ ساتھ سُہیل اور نرگسِ جمال آمنے سامنے سے

داخل ہو کر ملتے ہیں)

نرگسِ جمال۔ (سُہیل کے سامنے مُنہ بجا نہ طور پر رک کر) تم کیا تلاش کر رہے ہو؟

سُہیل - میں نہیں جانتا کہ میں کہاں ہوں؟ میں پناہ کی جگہ تلاش کر رہا ہوں تم کون ہو؟
نرگس جمال - میرا نام نرگس جمال ہے۔

سُہیل - نرگس جمال کیسا شیریں نام ہے! اس میں پروں کی سی نرمی ہے، پھولوں کی سی خوشبو، مسرت کی ایک سرگوشی، نور کی ایک کرن تمہارا نام تمہارا مکمل ترجمان ہے۔ یہ دل میں موسیقی بکھیرتا ہے اور لبوں پر روشنی منتشر کرتا ہے
نرگس جمال - اور تم، تم کون ہو؟

سُہیل - مجھے اب یہ بھی یاد نہیں کہ میں کون ہوں چند روز قبل میرا نام سُہیل تھا۔ میں جانتا تھا کہ میں کہاں ہوں اور کون ہوں آج، میں اپنا مُتلاشی آپ ہوں، میں خود کو اپنے وجود اور اطراف کی تاریکی میں ٹٹولتا پھر رہا ہوں، دُھند اور سداہوں میں سدا گرداں ہوں
نرگس جمال - کیسی دُھند اور کیسے سداہوں میں؟ تم اس جزیروہ پر کب سے ہو؟

سُہیل۔ کل سے.....

نرگس جمال۔ حیرت ہے کہ اُنہوں نے مجھ سے کوئی تذکرہ نہیں کیا....

سُہیل۔ مجھے کسی نے نہیں دیکھا۔ میں ساحل پر سرگرداں تھا،
میں نامرادی کے صعب و کرب میں محو تھا.....

نرگس جمال۔ آہ! کیوں؟.....

سُہیل۔ میں یہاں سے کابلے کوسوں تھا، میں اُن سے بہت دُور
تھا کہ ایک خط سے مجھے معلوم ہوا کہ میرے والد لیگور میں۔ میں
فوراً جہاز پر سوار ہو گیا۔ بحری سفر میں تاخیر ہوئی اور جب پہلی بندرگاہ
پر ہمارا جہاز لشکر انداز ہوا تو میں نے سُنا کہ وقت گزر چکا، میرے
والد دُنیا سے اُٹھ گئے..... میں نے اپنا سفر جاری رکھا تاکہ کم از کم
مرحوم کے آخری خیالات ہی معلوم ہو جائیں اور اُن کی وصیتوں
کی تکمیل کر سکوں.....

نرگس جمال۔ تم یہاں کیوں آئے ہو؟

سُہیل۔ کیوں؟ مجھے معلوم نہیں اور نہ مجھے اس کا علم ہے کہ کیسے
میں یہاں پہونچا..... بسند پُر سکون اور آسمان صاف تھا۔ ہم نے

صرف پانی کو آسودہ خواب دیکھا۔ بیکایک بغیر کسی آگاہی کے موجوں پر گہری نیلی کھرنے حملہ کیا۔ کھرنے کی چادریں سی اٹھ رہی تھیں جو ہمارے ہاتھوں، بادبانوں اور ہمارے چہروں سے الجھ رہی تھیں..... پھر جھکڑ چلنا شروع ہوا۔ لنگر ٹوٹ گیا اور ہمارا جہاز ایک آبی رو کے ساتھ ساتھ بہتا ہوا شام کے لگ بھگ اس غیر متوقع و نامعلوم جزیرے کی بندرگاہ میں پہنچ گیا۔ مغموم و محزون میں ساحل پر اُترا اور سمندر کے قریب ایک غار میں پڑ کر سو رہا جب میری آنکھ کھلی تو دھند غائب ہو چکی تھی اور دود موجوں کے اُفق پر میں نے جہاز کو ایک چکدار پر کی طرح آنکھوں سے اوجھل ہوتے دیکھا۔

نرگس جمال - پھر اس کے بعد کیا ہوا؟

سہیل مجھے نہیں معلوم..... میں جہاز کا تعاقب کرنے کی کوشش کرنا لیکن بندرگاہ میں کوئی کشتی نہیں تھی اس لئے مجھے یہاں اُس وقت تک منتظر رہنا پڑا جب تک کہ کوئی اور جہاز یہاں سے نہ گزرے.....

نرگسِ جمال - عجیب اتفاق ہے بالکل میرا سا واقعہ ہے
 سہیل - کیا تمہارا سا واقعہ ؟
 نرگسِ جمال - ہاں میں بھی کُھر میں گھر کر اس جزیرے میں پہنچی تھی۔
 لیکن میرا جہاز ڈوب گیا تھا۔
 سہیل - یہ کب کا ذکر ہے ؟ اور کیسے ہوا ؟ تم کہاں سے آئی
 ہو نرگسِ جمال ؟
 نرگسِ جمال - میں ایک اور جزیرے سے آرہی تھی
 سہیل - تم کہاں جا رہی تھیں ؟
 نرگسِ جمال - جہاں کوئی میرا منتظر تھا۔
 سہیل - کون ؟
 نرگسِ جمال - وہ جسکو میرے لئے منتخب کرنا مناسب سمجھا گیا تھا۔
 سہیل - کیا تم اُس سے منسوب ہو چکی تھیں ؟
 نرگسِ جمال - ہاں۔
 سہیل - کیا تمہیں اُس سے محبت ہے ؟
 نرگسِ جمال - نہیں۔

سُہیل - تو پھر.....

نرگس جمال - میری والدہ کی یہی خواہش تھی.....

سُہیل - کیا تم اُن کی خواہش کی تعمیل کرو گی؟

نرگس جمال - نہیں۔

سُہیل - ہاں یہ بالکل ٹھیک ہے۔ مجھے یہ بات بہت پسند آئی!.....

اور میرے والد نے بھی انتقال کے وقت یہ وصیت کی تھی کہ میں

بھی اُسی کو اپنی شریکِ زندگی بناؤں جسکو اُنہوں نے میرے لئے

منتخب کیا تھا۔..... اُن کے پاس اسکے لئے دلائل تھے سُننا ہوں

بہت گہرے اور مضبوط دلائل تھے۔ اور چونکہ یہ اُن کی خواہش تھی

اور اب وہ زندہ نہیں ہیں اِسیلئے میں اُنکی تعمیل ارشاد کروں گا۔

نرگس جمال - کیوں؟

سُہیل - ہم مرے ہوؤں کی خواہشوں کی تردید نہیں کر سکتے۔

نرگس جمال - کیوں۔

سُہیل - وہ اب بدلی نہیں جاسکتیں..... ہمارے دلوں میں رحم

ہونا چاہیئے۔ ہمیں اُنکی خواہشوں کا احترام کرنا چاہیئے۔

نرگسِ جمال - نہیں۔

سُہتیل - کیا تم تعمیل نہیں کرو گی ؟.....

نرگسِ جمال - نہیں۔

سُہتیل - نرگسِ جمال یہ طرزِ عمل ہیبت انگیز ہے !.....

نرگسِ جمال - نہیں، مرے ہوئے ہیبت انگیز ہیں اگر وہ اُس پر مُصر

ہوں کہ ہم اُن سے محبت کریں، جن سے ہم محبت نہیں کرتے۔

سُہتیل - نرگسِ جمال مجھے تم سے ڈر لگنے لگا۔

نرگسِ جمال - میں نے کہا..... کیا کھاتھائیں نے ؟..... شاید

میں نے عجلت سے کام لیا.....

سُہتیل - نرگسِ جمال ! مرے ہوؤں کے خیال سے تمہاری آنکھیں

پُر غم ہیں اور تمہارے الفاظ سے ہم آہنگ نہیں ہیں.....

نرگسِ جمال - نہیں۔ میری آنکھیں اُنکے لئے پُر غم نہیں ہیں۔ شاید

میں نے دُشٹی سے انکا ذکر کیا..... تاہم وہ غلطی پر ہیں۔

سُہتیل - اچھا اب مُردوں کا ذکر چھوڑو..... تم نے مجھے ابھی یہیں

بتایا ہے کہ تمہارا جہاز کیسے ڈوبا ہے ؟.....

نرگس جمال۔ ہمارا جہاز ایک گہری کھڑی کھڑی بھٹک گیا۔ کھڑائی گہری تھی کہ ہمارے ہاتھوں میں پیروں کی طرح بھر جاتی تھی۔ ناغدا غلط راستہ پر پڑ گیا۔ اُسے انتباہی تودہ آتش کا دھوکہ ہوا..... جہاز زیرِ آب چٹان سے ٹکرا یا لیکن اس سانحہ میں کسی کی جان ضائع نہیں ہوئی..... موجیں مجھے اٹھا کر لے گئیں۔ اور پھر میں نے نیلے پانی کو اپنی آنکھوں کے سامنے بہتے دیکھا گویا میں ایک فم گھوٹنے والے آسمان میں ڈوبتی چلی جا رہی ہوں..... میں نیچے اور نیچے اترتی چلی گئی..... پھر کسی نے مجھے پکڑ لیا اور میں یہ ہوش ہو گئی.....

سُہیل۔ تمہیں کس نے پکڑا؟.....

نرگس جمال۔ اس جنرل کے لئے حاکم نے۔

سُہیل۔ اور یہ حاکم کون ہے؟.....

نرگس جمال۔ ایک مُعمر آدمی ہے جو اس مرمری محل میں سایہ کی طرح پھرتا رہتا ہے۔

سُہیل۔ کاش میں وہاں ہوتا!.....

نرگس جمال۔ تو تم کیا کرتے؟.....

سُہیل۔ میں تمہیں سچاتا!.....

نرگس جمال۔ تو کیا اب میں نہیں بچی؟.....

سُہیل۔ یہ ایک ہی سی بات نہیں ہے!..... تمہیں تکلیف اٹھانی نہ پڑتی۔ تمہیں کسی قسم کا گزند نہ پہنچتا..... میں تمہیں موجوں کی چوٹیوں پر اٹھا کر لیجاتا..... ہائے میں نہیں جانتا کہ کس طرح..... ایک پیالہ کی طرح جو موتیوں سے بریز ہو جن میں سے کسی ایک کو سائبہ نے بھی نہ چھوا ہو۔ صُبح کو کھلنے والے پھول کی طرح جس پر سے شبنم کا ایک قطرہ بھی گرا نا ہمیں ناگوار ہو۔ مجھے اُن خطرات کا خیال آتا ہے جن میں تم، اتنی حسین اور اتنی نازک، مبتلا ہو میں، ظالم چٹانوں میں، اُس مُعمر آدمی کے بازوؤں میں!..... اُس نے جو کچھ کیا بہت اچھا کیا۔ اُس نے ناممکن کو ممکن کر دکھایا..... لیکن یہ کافی نہیں تھا..... تم بالآخر کناڑے تک کیسے پہنچیں؟.....

نرگس جمال۔ میں جاگی تو خود کو ریت پر لیٹا پایا۔ مُعمر آدمی وہاں موجود تھا۔ پھر وہ مجھے اٹھوا کر اپنے محل میں لے گیا.....

سُہیل۔ کیا وہ اس جزیرے کا بادشاہ ہے؟.....

نرگس جمال۔ جزیرہ تقریباً صحرا ہے، چند ملازموں کے علاوہ جو چُپ چاپ چلتے پھرتے نظر آتے ہیں یہاں اور کوئی نظر نہیں آتا..... وہ اپنی رعایا درختوں۔ پھولوں اور خوش خوش چڑیوں کو سمجھ سکتا ہے جن سے یہ جزیرہ بھرا پڑا ہے.....

سُہیل۔ جو کچھ اُس نے کیا اچھی طرح کیا.....

نرگس جمال۔ وہ نیک دل اور مہربان ہے، اور اُس نے میری پذیرائی اس طرح سے کی کہ میرا حقیقی باپ بھی نہ کرتا..... پھر بھی میں اُسے پسند نہیں کرتی.....

سُہیل۔ کیوں؟

نرگس جمال۔ مجھے یقین ہے کہ اُسے مجھ سے عشق ہے.....

سُہیل۔ کیا! اُس میں اتنی ہمت ہے! نہیں، یہ ممکن نہیں ہے، یا تو وقت نے اُسے کوئی سبق نہیں سکھایا اور یا جب موت قریب ہوتی ہے تو عقل سلیم دُور ہو جاتی ہے.....

نرگس جمال۔ پھر بھی مجھے اس کا خطرہ ہے..... اُس نے مجھ سے اسکا اظہار کیا،..... وہ عجیب خیالات کا آدمی ہے اور اُسکے دل میں

غم کی کسک بھی ہے..... لوگ کہتے ہیں کہ اس کا ایک بیٹا ہے جو یہاں سے بہت دُور مقام پر ہے، جو شاید گم گشتہ ہے..... وہ ہر وقت اُسی کے خیال میں محو رہتا ہے..... جب وہ یہ سوچتا ہے کہ اپنے بیٹے کو دوبارہ دیکھیکا تو اُس کا چہرہ دکنے لگتا ہے، وہ..... لودہ خود ہی آ رہا ہے!.....

(شہاب داخل ہوتا ہے)

شہاب - میں تمہیں تلاش کر رہا تھا نرگس جمال.....
(سہیل کی طرف مڑ کر ایک خوفناک نظر ڈالتے ہوئے)

تم سُن رکھو، میں جانتا ہوں تم کون ہو، میں اُن وجوہ سے بھی واقف ہوں جو تمہیں اس جزیرہ پر لائے ہیں، جہاں غرق ہونے کی من گھڑت کہانی کی حیاں اور اُس دشمن کا نام جسے تمہیں یہاں بھیجا ہے.....

سہیل - مجھے؟..... لیکن یہ تو محض ایک سانحہ تھا جس نے مجھے اس ساحل پر لا ڈالا.....

شہاب - باتیں بنانا بیکار ثابت ہوگا۔

نرگس جمال۔ اس نے کیا کیا ہے؟

شہاب۔ افسوس! اسکا ارادہ وہ کینی سے کینی حرکت کرنے کا تھا جو کہ انسان سے سرزد ہو سکتی ہے۔ مہربانی سے بغاوت، دوستی کو فریب دینا اور دشمن کے ہاتھ اُس بیحد مہربان میزبان کو فروخت کرنے کا ارادہ جو گشادہ دلی سے اسکا خیر مقدم کر بیوالا تھا.....

نرگس جمال۔ نہیں!

شہاب۔ کیوں؟ کیا تم اسے جانتی ہو؟

نرگس جمال۔ ہاں۔

شہاب۔ کب سے؟

نرگس جمال۔ جب سے کہ میں نے اسے پہلی دفعہ دیکھا۔

شہاب۔ اور تم نے اُسے کب دیکھا؟

نرگس جمال۔ جب وہ اس کمرے میں داخل ہوا.....

شہاب۔ اسکو تو مشکل سے.....

نرگس جمال۔ بس یہ کافی ہے۔

شہاب۔ نہیں، نرگس جمال، اور ثبوت و واقعات تمہیں جلد ہی خود بتا

دینگے کہ یہ کافی نہیں ہے۔ نیز یہ کہ ایک خوشنما ظاہر، ایک معصوم
 سُکراہٹ اور بناوٹی الفاظ میں اکثر زیادہ خطرناک دام پوشیدہ
 ہوتے ہیں بہ نسبت نامشکور بڑھاپے یا ایسی محبت کے جس میں کہ
 اُمید کا شائبہ بھی نہ ہو.....

نرگس جمال۔ اب تمہارا کیا ارادہ ہے؟

شہاب۔ میں آخری تصدیق کا منتظر ہوں۔ اور پھر میں وہ کرونگا
 جو کہ آئین کے مطابق ہوگا اور جو مجھے اسیلئے کرنا بھی چاہیئے کہ
 اُن دشمنوں کے خطرہ کا تدارک ہو سکے جو کسی چیز کی پرواہ نہیں
 کرتے۔ وہ بے رحمانہ اقدام جو میں کرونگا تمہارے تحفظ کے لئے
 بھی اتنا ہی مفید ہوگا جتنا کہ خود میرے لئے، کیونکہ ہم دونوں
 ایک ہی سے واقعات کا نشانہ بنے ہوئے ہیں اور قسمت نے
 ہم دونوں کو یکجا کر دیا۔..... آج میں تمہیں اس سے زیادہ نہیں
 بتا سکتا۔ مجھ پر بھروسہ رکھو..... غالباً تمہیں اب تک معلوم
 ہو چکا ہوگا کہ تمہاری مسرت میری مسرت ہوتی ہے.....
 نرگس جمال۔ تم نے میری جان بچانی تھی۔ مجھے یہ یاد ہے.....

شہاب۔ اس واقعہ کی یاد میں تمہاری نرم دلی شامل نہیں ہے لیکن مجھے اُمید ہے کہ ایک نہ ایک دن تم میرے ساتھ انصاف سے کام لو گی۔۔۔
(سہیل سے)

تمہارے بارے میں یہ ہے کہ جاؤ مجھے جو اطلاع پہنچی ہے اُس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ جب وہ واقعات جن کا مجھے خطرہ اُس کی تصدیق کر دینگے تو پھر میں تمہارے بارے میں بھی کچھ سنو چکا۔ اس اثنا میں تم میرے قیدی ہو نہیں سکتے۔ وہ حصہ بنا دیا جائیگا جو تمہارے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اگر تم اُن حدود سے باہر نکل گئے جن کا تعین کیا جا چکا ہے تو پھر تمہیں کو اپنا مُنصف بنکر اپنی سزا آپ سنجو کر فی پڑیگی۔ اس کا کوئی اپیل نہیں ہو سکیگا۔ جاؤ، میرے احکام جاری کئے جا چکے ہیں۔۔۔۔۔

سہیل۔ میں تعمیلِ ارشاد کرتا ہوں لیکن صرف اُس وقت تک جب تک کہ آپ کو اپنی غلطی کا احساس نہ ہو جائے۔ ہم جلد ہی ہی ملینگے۔
نرگس جمال۔۔۔۔۔۔۔

شہاب۔ نہیں، اسے خیر باد کہو کیونکہ یہ شبہ ہے کہ تم اس سے

دوبارہ بل بھی سکو گے یا نہیں.....
 نرگس جمال! اتفاق شاید تمہیں کبھی پھر اس شخص کی موجودگی میں
 لے آئے۔ ایسی صورت میں تم اس سے اجتناب کرنا۔ تمہاری اور اس کی
 زندگی محض تمہارے اجتناب پر منحصر ہے۔ اگر مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ
 تم دونوں ملے ہو تو یقینی طور پر تم دونوں اپنی اپنی جان سے ہاتھ
 دھولینا..... (سُہیل سے) کیا تم اس سے دُور رہنے کا وعدہ
 کرتے ہو؟.....

سُہیل۔ اگر اس کی زندگی خطرہ میں ہے تو — ہاں!
 شہاب۔ اور تم، نرگس جمال؟
 نرگس جمال۔ نہیں!



مجلس دوم

مجلس دوم

(ایک اُجڑ ہوا باغ جس میں خود رو پودے اور میلیں پھیلی ہوئی ہیں۔

دائیں جانب ایک بہت اونچی سیاہی مائل دیوار جس میں ایک دروازہ

ہے۔ دروازہ میں سلاخیں لگی ہوئی ہیں۔ باغ میں نرگس جمال اکیلی ہے)

نرگس جمال۔ اس باغ میں کبھی کوئی نہیں آتا۔ سو بچ کی روشنی کا

گذر بھی اس میں نہیں ہوتا۔ بچائے جنگلی پھول جن پر انسان

جبر و تشدد کرتا ہے محض اس لئے کہ یہ خوشنما نہیں ہوتے

اس باغ میں اپنی موت کے منتظر ہیں۔ پرندے خاموش ہیں

اس میں بنفشہ ہے جو اپنی خوشبو ضائع کر چکا ہے، گملایا ہوا سفید

گلاب اور مر جھایا ہوا سُرخ لالہ جس کی پتیاں ایک ایک کر کے متواتر

گر رہی ہیں..... یہاں نرگس بیمار ہے جو پانی کو ترس رہی ہے،

چمپا نڈ ہال ہے اور موتیلبے حال چنبیلی کے چہرہ پر موت کی زردی

کھنڈ گئی ہے۔ جوئی افسردہ ہے اور سورج لگمی پڑ مُردہ۔ ناگ پھنی

کانٹوں پر لوٹ رہی ہے۔ اور بید مجنوں نگوں سار ہے۔ میں تم سب کو جانتی ہوں مقہور پھولوں، اتنے حسین اور اتنے بد نما!..... تم سب اپنی گم کردہ رعنائی دوبارہ حاصل کر سکتے ہو مسرت کی ایک شعاع، حسن گریز پر، شہد کی مکھی کو متوجہ کرنے کے لئے ایک دلکش تنسم..... لیکن کوئی آنکھ تمہیں نہیں دیکھتی۔ کوئی ہاتھ تمہاری محافظت نہیں کرتا اور نہ کوئی دست شوق تمہیں جمع کرتا ہے۔ میں بھی تم میں اس لئے آئی ہوں کہ تنہائی کی جو یا ہوں۔ ہر چیز کس قدر مضحل نظر آتی ہے!..... گھاس خشک اور زرد ہے، پتے بیمار ہیں اور پُرانے درخت مر رہے ہیں۔ بہار اور صبح کی شبنم بھی خوفزدہ ہیں کہ یہ تنہائی انہیں بھی مغموم کر دیگی.....

(سہیل دروازے کی سلاخوں کے پیچھے رُوٹا ہوتا ہے)

سہیل۔ نرگس جمال!.....

نرگس جمال۔ سہیل!.....

سہیل۔ نرگس جمال!.....

نرگس جمال۔ چلے جاؤ!..... چلے جاؤ!..... اپنا خیال رکھو!.....

اگر وہ تم کو دیکھ لیگا تو موت!.....

سُہیل۔ وہ ہمیں نہیں دیکھ سکتا، یہاں سے وہ بہت دُور ہے۔

نرگس جمال۔ وہ کہاں ہے؟.....

سُہیل۔ میں نے اُسے جلتے ہوئے دیکھا تھا۔ میں نے اپنے مجلس

کے مینارہ پر سے اُسے جلتے دیکھا تھا..... وہ جزیرے کی دوسری

طرف ہے، نیلے خشک کے قریب جو اُفق تک پھیلا ہوا ہو.....

نرگس جمال۔ لیکن شاید وہ واپس آجائے..... یا کوئی اُس سے

کہہ دے۔ چلے جاؤ، چلے جاؤ، میں تم سے بھنت کہتی ہوں! تمہاری

جان خطرہ میں ہے!.....

سُہیل۔ محل خالی ہے، میں نے کمرے، پائیں بلخ، بارہ دری، کُنج

اور مرمریں زینہ سب دیکھ لئے ہیں.....

نرگس جمال۔ چلے جاؤ، یہ ایک دایم تزییر ہے..... وہ تمہاری

جان کا لاگو ہو رہا ہے، میں جانتی ہوں اُس نے خود کہا تھا.....

اُسے شُبہ ہے کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں..... وہ اپنی من مانی

مُراد پانے کیلئے بہانہ ڈھونڈ رہا ہے۔ چلے جاؤ!..... ان حالات

واقعات کے ہوتے ہوئے تم نے وہ کیا ہے جو تمہیں نہیں کرنا چاہیے تھا۔
سہیل - نہیں۔

نرس جال - اگر تم نہیں جاؤ گے تو میں چلی جاؤنگی۔

سہیل - اگر تم چلی جاؤنگی، نرس جال، تو میں اس دروازہ پر اس وقت تک کھڑا رہوں گا جب تک کہ رات اُسے یہاں نہ لے آئیگی.....

وہ مجھے اس آستانِ ممنوعہ پر دیکھیگا۔ میں اُن حدود سے گزر چکا ہوں جن کا تعین میرے لئے کیا گیا تھا..... لہذا میں نے اسکی حکم عدولی کی ہے، اور میں چاہتا ہوں کہ وہ اسے دیکھ لے۔ میں چاہتا ہوں کہ اُسے اس کا علم ہو جائے!.....

نرس جال - سہیل رحم کرو!..... میں تم سے التجا کرتی ہوں سہیل!

تم اپنی مسرت کو خطرہ میں ڈال رہے ہو!..... صرف اپنا ہی خیال

نہ کرو!..... اگر تم اس دروازہ کو چھوڑ دو گے تو جہاں تم کہو گے

میں چلی جاؤنگی..... ہم کہیں اور مل لینگے، کچھ دیر بعد، کسی اور

دن..... وقت اب مُقرر کر لینا چاہیے۔ ہمیں مُتطا رہنا چاہیے۔

ہمیں تیاری شروع کر دینی چاہیے..... دیکھو میں اپنے ہاتھ تمہاری

طرف پھیل رہی ہوں..... تم مجھ سے کیا کام لینا چاہتے ہو؟.....
 میں تم سے کس بات کا وعدہ کروں؟.....
 سہیل - دروازہ کھولو۔

نرگس جمال - نہیں۔ نہیں۔ نہیں۔ میں نہیں کھول سکتی.....
 سہیل - دروازہ کھولو، کھولو، نرگس جمال، اگر تم چاہتی ہو کہ میں
 زندہ رہوں.....

نرگس جمال - دروازہ کھلوانے پر اصرار تم مجھ سے کیوں کر رہے ہو؟..
 سہیل - میں تمہیں قریب دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں تمہارے ہاتھ
 چھونا چاہتا ہوں جنکویں نے ابھی تک نہیں چھوا ہے..... ایک دفعہ
 پھر تمہیں اسی طرح دیکھنے کے لئے جس طرح کہ میں نے پہلے دن
 تمہیں دیکھا تھا۔ دروازہ کھولو ورنہ یقین جانو میں اپنی جان
 کھودونگا میں یہاں سے نہیں جاؤنگا۔

نرگس جمال - اچھا تو پھر تم چلے جاؤ گے نا؟.....

سہیل - میں تم سے وعدہ کرتا ہوں نرگس جمال -..... جو نہی تم
 دروازہ کھولو گی، اس سے پہلے کہ ایک ابابیل، اس سے پیشتر کہ

تخیل کی پرواز اپنی چلے سکون سے نکل کر میرے اور تمہارے
 ہاتھ کے درمیان حائل ہو..... میں چلا جاؤنگا۔ میں تم سے التجا
 کرتا ہوں، نرگس جال۔ یہ طرز سلوک نہایت ظالمانہ ہے.....
 میں اس دروازہ پر ایک اندھے فقیر کی طرح کھڑا ہوں..... میں صرف
 تمہارے سانس کو پتوں میں متحرک دیکھ سکتا ہوں..... یہ
 سلاخیں نفرت انگیز ہیں کہ تمہارے چہرہ کو چھپا رہی ہیں۔ صرف
 ایک نظر جال، جس میں میں تمہیں پوری طرح دیکھ سکوں۔ اوپر
 میں اُس ڈاکو کی طرح فرار ہو جاؤنگا جو بے شمار دولت گھسیٹا لیا چلا
 جا رہا ہو..... کسی کو کانوں کاں خبر بھی نہ ہوگی اور ہم خوش خوش
 یکجا رہینگے.....

نرگس جال۔ سہیل، یہ خیال ہیبت ناک ہے!..... میں کبھی نہیں
 لرزتی لیکن آج میں لرز رہی ہوں۔ ممکن ہے کہ اس میں تمہاری زلیبت
 کا خطرہ پوشیدہ ہو، اور میری جان کے تولاے پڑ ہی چکے ہیں۔
 وہ روشنی کس چیز کی ہے جو اس قدر تیزی سے بڑھ رہی ہے؟
 وہ ہمیں ڈرانے آرہی ہے اوہ ہمارا راز فاش کرنے آرہی ہے!...

سہیل۔ نہیں، نہیں، وہ سورج ہے جو دیوار کے پیچھے طلوع ہو رہا ہے..... معصوم سورج..... بہار کا خوش خصال سوچ، جو ہماری مسترتوں میں اضافہ کرنے آیا ہے..... کھولو، دروازہ جلدی کھولو۔ ہر لمحہ جو گزر رہا ہے اُن خطرات میں مزید خطرات شامل کر رہا ہے جن سے تم خائف ہو..... صرف ایک جنبش، جمال۔ تمہارے ہاتھ کا ایک اشارہ۔ اور تم درحقیقت زندگی کا دروازہ مجھ پر کھول دو گی!

(نرگس جمال قفل میں کئی پھرتی ہے، دروازہ کھل جاتا ہے سہیل داخل

ہوتا ہے۔)

سہیل۔ (جمال کو اپنی آغوش میں لے کر، جمال!.....)

نرگس جمال۔ میں یہاں ہوں!.....)

سہیل۔ میں تمہارے ہاتھوں۔ تمہاری آنکھوں۔ تمہارے بالوں اور تمہارے لبوں کو ایک ہی بوسہ میں مجتمع پاتا ہوں اور ایک ہی لمحہ میں، محبت کے وہ تمام تحفے مجھے حاصل ہیں جو پہلے کبھی نہیں ملے تھے!..... میرے ہاتھ اس درجہ متعجب ہیں کہ ان سب کو اکٹھا

نہیں سکتے۔ اور میری ساری زندگی میں انکی سمائی نہیں ہو سکتی...
 اپنا منہ مت پھیرو۔ اپنے لبوں کو پیچھے مت ہٹاؤ.....
 نرگس جمال۔ میں تم سے اجتناب نہیں کر رہی بلکہ تم سے اور بھی
 قریب تر ہونا چاہتی ہوں.....

سہیل۔ اپنا منہ مت پھیرو۔ مجھے محروم نہ کرو اپنی پلکوں کے سانس
 سے، اپنی آنکھوں کی چمک سے۔ ساعتیں نہیں بلکہ لمحے بھی ہماری
 مسرت کے لئے ڈراؤنے ہیں.....

نرگس جمال۔ میں تمہاری سکر ایٹ کو تلاش کر رہی تھی۔
 سہیل۔ اور تمہاری سکر ایٹ میرے جسم میں مدغم ہو گئی۔ پہلے
 ہی بوسہ کے تبادلہ میں جس نے ہماری قسمتوں کو متحد کر دیا.....
 آج مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے میں نہیں ہمیشہ سے دیکھتا
 رہا ہوں اور ہمیشہ سے تمہیں اپنی آغوش میں لیتا رہا ہوں،
 گویا میں درحقیقت بہشت کے دروازہ پر کھڑا اُن باتوں کو دہرا
 رہا ہوں جو میں نے دنیا میں تمہارے سانس کو آغوش میں لے کر
 کی تھیں.....

نرگس جمال - ہر شب کو جب میں خوابوں کو اپنے پہلو میں لیتی تھی تو
تمہیں اپنے پہلو میں پاتی تھی.....

سُہیل - میں تذبذب سے آشنا نہ تھا.....

نرگس جمال - میں خوف سے نا آشنا تھی.....

سُہیل - اور مجھے ہر چیز مل گئی ہے.....

نرگس جمال - اور مجھے ہر چیز مسرت کا پیغام پہنچا رہی ہے!

سُہیل - تمہاری آنکھیں کس قدر عمیق ہیں اور اُن میں کس قدر

اعتماد ہے!.....

نرگس جمال - اور تمہاری آنکھیں کس قدر شفاف اور یقین سے

بھری ہوئی ہیں!.....

سُہیل - مجھے کتنی اچھی طرح یہ یاد ہیں!.....

نرگس جمال - اور میں تمہاری آنکھوں سے کس قدر بخوبی واقف

ہوں!.....

سُہیل - تمہارے ہاتھ میرے کندھوں پر بالکل اُسی طرح رکھے ہوئے

ہیں جس طرح کہ میں انکے انتظار میں بیٹا رہتا تھا اور اپنے میں جاگ

جانے کی ہمت نہ پانا تھا۔.....

نرگس جمال۔ اور تمہاری بائیں میرے گلے میں اس طرح پڑی ہوئی

ہیں جس طرح کہ پڑی رہا کرتی تھیں.....

سہیل۔ تمہاری آنکھیں محبت کے تنفس پر اسی طرح بند ہو جایا

کرتی تھیں.....

نرگس جمال۔ اور جب تمہاری آنکھیں کھلتی تھیں تو ان میں سے

ایسے ہی آنسو ڈھلکتے نظر آتے تھے.....

سہیل۔ جب مسرت اس درجہ وافر ہو۔.....

نرگس جمال۔ غم اُس وقت تک رونا نہیں ہوتا جب تک کہ محبت

کا تسلط رہتا ہے.....

سہیل۔ کیا تمہیں مجھ سے محبت ہے؟

نرگس جمال۔ ہاں!.....

سہیل۔ آہ! تم نے ”ہاں“ کس طرح کہا! ”ہاں“ اعماقِ قلب میں۔

تخیلات کی تہہ میں سے۔ اپنی روح کی گہرائیوں میں سے!.....

میں اسے جانتا تھا، شاید۔ لیکن اسکا کہنا ضروری تھا۔ ورنہ بغیر

اس کے ہمارے بوسوں کی کوئی وقعت نہ ہوتی..... اب یہ کافی ہے۔
 یہ میری زندگی کو غذا پہنچائیگا۔ دُنیا کی کل نفرت بھی اسکو نہیں
 مٹا سکتی اور نہ تینس سال کے مصائب و آلام اسے فراموش کرنے
 میں کامیاب ہو سکتے ہیں..... میں نور میں نہار ہا ہوں اور ہمار
 مجھے پیامِ خود فراموشی پہنچا رہی ہے۔ میں آسمان کی طرف نظریں
 اُٹھاتا ہوں اور باغ جاگ جاتا ہے۔..... کیا تم سُن رہی ہو کہ
 چڑیاں درختوں سے گیت گوا رہی ہیں اور تمہاری سُکراہٹ اور
 اُس عجیب و غریب ”ہاں“ کو دُہرا رہی ہیں۔ اور کیا تم دیکھ سکتی ہو
 اُن شعاعوں کو جو تمہارے بالوں کو چوم رہی ہیں جیسے الماس پار
 شعلوں میں رقص کر رہے ہوں۔ اور اُن ہزاروں پھولوں کو جو ہم پر
 جھکے پڑتے ہیں تاکہ مجت کے اُس راز کو ہماری آنکھوں میں دیکھ
 لیں جس سے وہ واقف نہیں ہیں۔

فرگسِ جمال۔ (اپنی آنکھیں کھول کر) یہاں تو سوائے بچارے مُردہ
 پھولوں کے اور کچھ بھی نہیں تھا!.....

(حیران ہو کر چاروں طرف دیکھتی ہے کیونکہ سہیل کے داخل ہونے کے بعد)

ان کی لاعلمی میں اُجڑا ہوا باغ رفتہ رفتہ گویا جادو سے یکسر بدل گیا تھا۔
 خود رو پودے، جھاڑ جھنکار جنہوں نے اسے مسموم کر رکھا تھا ستر
 و گلاب اور پھول غیر معمولی طور پر بڑے ہو گئے تھے۔ سوکھی ہوئی بلیں بنر
 پتوں سے لد گئیں تھیں، اور پھلوں کے بوجھ سے جھکے ہوئے درختوں
 کو اپنے خوش رنگ پھولوں کے گجرے پہنائے تھے۔ شیریں نوا پرندوں
 سے درخت آباد ہو گئے تھے۔ مڑجھائی ہوئی چنبیلی اور گلدائی ہوئی جونی
 کی خوشبو سے چمن ہلک رہا تھا۔ سرنگوں سورج مکھی کی پتیاں طلوع
 ہونے والے سورج کی کرنوں کی طرح پھیلی ہوئی تھیں۔

خوبصورت تیتیریاں اڑتی پھر رہی ہیں۔ شہد کی مکھیاں تلاشِ عمل
 میں سرگرداں ہیں۔ بھونرے کلی کلی کا رس چوستے پھر رہے ہیں،
 پرندے زمزمہ پیرائی کر رہے ہیں، پھل جھول جھول کر گر رہے ہیں،
 روشنی کا ایک سیلاب چمن پر بھٹ پڑا ہے۔ ہر چیز نور میں نہا رہی
 ہے۔ ایک طرف سنگ مرمر کا حوض شفاف پانی سے بھرا ہوا کٹوڑے
 کی طرح پڑا چھلک رہا ہے۔ بید مجنون کی شاخیں جھک جھک کر اُس میں
 اپنا چہرہ دیکھ رہی ہیں۔

سُہیل - یہاں تو زندگی کے پھولوں اور پھولوں کی زندگی کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے۔ دیکھو وہ گر رہے ہیں۔ ہم پر پھولوں کی بارش ہو رہی ہے۔ جوشِ نمو سے ٹہنیاں پھٹی جاتی ہیں اور اپنے رنگین بوجھ سے جھکی جاتی ہیں۔ پھول ہمارے پیروں میں اُجھ رہے ہیں، ایک دوسرے کو دبا رہے ہیں، گھوٹ رہے ہیں، ان کی پتیاں کس قدر کُشاہ ہیں، ایک دوسرے سے پیوستہ۔ اُنہوں نے پتوں کو ڈھنک لیا ہے۔ گھاس کو چھپا دیا ہے۔ ایسے پھول ہیں آج تک نہیں دیکھے۔ بہارِ مخمور ہے۔ اس قدر نور آگیا انتشارِ گل میں پہلے کبھی نہیں دیکھا.....

نرگس جمال - ہم کہاں ہیں؟.....

سُہیل - ہم اُس باغ میں ہیں جس کا دروازہ تم نے میری محبت پر بند کر رکھا تھا.....

نرگس جمال - ہم نے کیا کیا؟

سُہیل - میں نے وہ بوسہ دیا ہے جو صرف ایک ہی دفعہ دیا جاتا ہے اور تم نے وہ لفظ ادا کیا ہے جو دوبارہ ادا نہیں کیا جاتا.....

نرگس جمال (غش کھاتے ہوئے) سُہیل، میں دیوانی ہو گئی ہوں، یا شاید ہم موت سے ہم آغوش ہونے والے ہیں.....

سُہیل (سہارا دیتے ہوئے) جمال! تمہارے چہرہ کا رنگ اڑ رہا ہے اور تمہارے محبوب ہاتھ مجھے اس طرح دبا رہے ہیں گویا تم کسی چھپے ہوئے دشمن سے خائف ہو.....

نرگس جمال - کیا تم نے نہیں دیکھا؟.....
سُہیل - کیا؟

نرگس جمال - ہم ایک دام میں اسیر ہو چکے ہیں اور یہ پھول ہماری غمازی کر رہے ہیں..... پرندے خاموش تھے۔ درخت مُردہ تھے۔ یہاں سوائے جھاڑ جھنکار کے اور کچھ بھی نہیں تھا، جن کو کھود کر پھینکنے کی زحمت بھی کسی نے گوارا نہیں کی تھی۔ میں ان سب کو پہچانتی ہوں اور ان کے نام جانتی ہوں جو مجھے اب بھی انکی خستگی یاد دلاتے ہیں۔ یہ سفید گلاب ہے جس کا دل سُنہرا ہے، زردی نائل چنبیلی کھل کھلا کر ہنس رہی ہے۔ سورج لکھی اپنے طویل ڈنٹھل پر سے جھانک جھانک کر ہم پر اپنی پتیاں برسا رہا ہے۔ اور وہ حلقہ در حلقہ

دتیج درتیج بیل چین کی دیوار پر چڑھ کر اپنے پھولوں کی گھنٹیاں بجا بجا کر لوگوں کو متوجہ کرنا چاہتی ہے اور دنیا سے یہ کہنا چاہتی ہے کہ اسے ہمارا راز معلوم ہو گیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آسمان سے باتیں گل ہوئی ہے۔ ان کی طرف نہ دیکھو۔ ان کا وجود ہماری بتا ہی کا پیش خیمہ ہے۔ اُن میں نے غلطی کی۔ مجھے پہلے ہی سمجھ لینا چاہیے تھا..... وہ مبہم دھکیاں بڑبڑایا کرتا تھا..... ہاں ہاں مجھے اس کا علم تھا کہ وہ ساحر ہے، میں نے ایک دن سنا تھا، لیکن میں نے اُس پر یقین نہیں کیا تھا۔ اب اسکی باری ہے۔ خیر۔ اب تو پانی سر سے گزر چکا۔ لیکن شاید ہم دیکھ سکیں گے کہ محبت بھی جانتی ہے.....

(ثرنی کی آواز سنائی دیتی ہے)

سہیل۔ سنو!.....

نرگس جمال۔ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز ہے اور واپسی کی ثرنی پھونکی گئی ہے..... وہ واپس آ رہا ہے۔ بھاگو!.....

سہیل۔ لیکن تم؟.....

نرگس جمال۔ مجھے کسی بات کا ڈر نہیں ہے سوائے اس کی نفرت انگیز

محبت کے..... جاؤ!.....

سُہیل۔ میں تمہارے ساتھ رہوں گا اور اگر اسکی شدت پسندی....
نرگس جمال۔ تم ہم دونوں کی تباہی کا باعث ہو گے... جاؤ!.....
اُن جھاڑیوں کے پیچھے چھپ رہو۔ خواہ وہ کچھ ہی کہے اور کچھ ہی کرے
تم اپنی جگہ سے نہ نکلنا اور میرا کچھ فکر نہ کرنا۔ میں اپنی حفاظت خود کر لوں گی
جاؤ..... وہ آرہا ہے۔ جاؤ۔ جاؤ..... میرے کانوں میں اُس کی
آواز آرہی ہے.....

(سُہیل ایک اُدچی جھاڑیوں کے جھنڈ کے پیچھے چھپ جاتا ہے۔ سلاخوں کا
دروازہ کھلتا ہے اور شہاب باغ میں داخل ہوتا ہے)

شہاب۔ جمال! کیا وہ یہاں ہے؟.....
نرگس جمال۔ نہیں۔

شہاب۔ یہ پھول دروغ گوئی نہیں کر رہے۔ یہ محبت کی چٹلی
کھا رہے ہیں۔ یہ تمہارے محافظ تھے اور انہوں نے اپنی فدا داری
کا ثبوت دیا ہے..... میں ظالم نہیں ہوں اور ایک سے زیادہ
دفعہ درگزر کرتا ہوں۔ تم اُسے بچا سکتی ہو اُس جھاڑی کی طرف

اشارہ کر کے جس نے کہ اُسے چھپا رکھا ہے (نرگس جمال ساکت کھڑی رہتی ہے)
مجھے ان حقارت آمیز نظروں سے نہ دیکھو..... تم ایک نہ ایک دن
میری محبت کا دم بھرو گی، کیونکہ محبت کی راہ تاریک اور پیچیدہ
ہوتی ہے..... کیا تمہیں یقین نہیں ہے کہ میں اپنے وعدوں پر قائم

رہونگا؟

نرگس جمال - نہیں!.....

شہاب - میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی ہے، جمال، کہ اس حقارت
و تضحیک کا سزاوار ہوں۔ چونکہ تمہاری یہی خواہش ہے اسلئے
میں قسمت پر اس معاملہ کو چھوڑتا ہوں.....

(جھاڑیوں کے پیچھے سے تکلیف کی ایک چیخ سنائی دیتی ہے)

نرگس جمال - (دوڑ کر جھاڑیوں کے پیچھے پہنچتے ہوئے) سہیل!.....

سہیل - جمال! ایک آغی نے مجھے ڈس لیا ہے.....

نرگس جمال - آغی نہیں ہے، یہ تو کچھ اور ہی ہیبت ناک جانور ہے۔ تم پر
دار کرنے کیلئے وہ سمر اٹھا رہا ہے۔ ہٹو میں اسے اپنے پاؤں سے کچل
ڈالوں۔ اس کے منہ سے کف جاری ہیں..... وہ مر گیا..... سہیل تمہارا

رنگ زرو پڑتا جا رہا ہے۔ میرے گلے میں ہاتھ ڈال کر سہارا لے لو.....
 ڈرو نہیں..... میں اتنی کمزور نہیں ہوں..... مجھے اپنا زخم دکھاؤ۔
 سہیل! میں یہاں ہوں..... سہیل! بولو!.....

شہاب (اُنکے قریب آکر زخم کو غور سے دیکھتے ہوئے) زخم ٹھیک ہے۔ زہر
 بہت آہستہ آہستہ پھیل رہا ہے اور اس کا اثر غیر معمولی ہے، بالواس
 نہ ہو صرف مجھے اس کا تریاق معلوم ہے.....

نرگس جمال۔ سہیل! سہیل! بولو! میری بات کا جواب دو!.....
 شہاب۔ وہ جواب نہیں دیگا۔ وہ گہری نیند سو رہا ہے۔ چلی جاؤ،
 جمال، اگر تم یہ نہیں چاہتیں کہ یہ نیند قبر میں ختم ہو تو یہاں سے
 چلی جاؤ۔ تم اسے اس طرح دھوکہ نہیں دو گی بلکہ اس کی موت کو روک
 سکو گی.....

نرگس جمال۔ پہلے وہ عمل کرو جس سے اسکی زندگی اسے واپس
 مل جائیگی۔

شہاب۔ (سنجیدگی سے اسکی طرف دیکھتے ہوئے) میں وہ عمل کرونگا، جمال۔
 (نرگس جمال آہستہ آہستہ باہر جاتی ہے، پلٹتی ہے اور شہاب کا ایک ننکما نہ اشارہ

پاکر وہ بالآخر باہر چلی جاتی ہے۔ شہاب سہیل کے ساتھ تنہا رہ جاتا ہے اور اسکے قریب جھک کر امداد مالِ زخم کی تدبیر کرتا ہے) بس! اب کسی بات کا خطرہ نہیں ہے، میرے بچے! یہ سب کچھ تیری ہی مسرت کیلئے کیا گیا ہے، کاش! یہ پہلا ہی بوسہ جو میں تجھے اب دے سکتا ہوں میرے قفلِ دل کی کلید بن جائے (دہ دیر تک گرجو غی سے سہیل کو سینے سے لگائے رکھتا ہے۔ روحی داخل ہوتی ہے)

روحی۔ آقا ہمیں جلدی کرنی چاہیے اور اب نیا جال پھیلانا چاہیے۔

شہاب۔ کیا وہ اس میں پھنس جائیگا؟

روحی۔ جب جبلت رہنمائی کرتی ہے تو انسان جال میں ضرور پھنس جاتا ہے۔ لاؤ اسکی قوتِ مد رکہ پر پردہ ڈال دیں، اسکی افتادِ مزاج کا منہ پھیر دیں۔ پھر ہمیں ایک ایسا منظر نظر آئیگا جو ہمارے تبسم کا سبب بنے گا۔

شہاب۔ میں نہیں سکاؤنگا کیونکہ یہ منظر دردناک ہے اور میں یہ دیکھنا پسند نہیں کرتا کہ ایک ایسی شریفانہ اور مخلصانہ محبت، محبت جسے اپنی کامیابی اور یکسانی کا یقین ہے، اس طرح پہلی ہی آزمائش

میں دھوکہ سے پائمال کر دی جاتے۔

روحی۔ سہیل آزاد نہیں ہے کیونکہ اب وہ اپنے آپے میں نہیں رہا ہے۔ گذشتہ ساعت سے میں نے اُسے اسکی جبلت پر چھوڑ دیا ہے.....

شہاب۔ سہیل کو اس پر غالب آ جانا چاہیے تھا.....

روحی۔ آپ یہ اسیلئے کہہ رہے ہیں کہ میں اطاعت پسند ہوں لیکن اُس وقت کو فراموش نہ کیجئے جبکہ میری اطاعت شعاری اس درجہ بڑھی ہوئی نہیں تھی.....

شہاب۔ تم خود کو اطاعت شعار اسیلئے سمجھنے لگی ہو کہ میں نے تم پر غلبہ پالیا ہے، لیکن اُس روشنی کے باوجود جس میں کہ میں نے تمہیں تربیت دی ہے تم میں سائنہ کا وجود باقی ہے.....

روحی۔ مقاصد زندگی کیلئے انسانی کمزوریاں اکثر بہت ضروری ہوتی ہیں.....

شہاب۔ اگر وہ دھوکہ کھا گیا تو کیا ہوگا؟.....

روحی۔ دھوکہ وہ ضرور کھائیگا۔ یہ نوشتہ تقدیر ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا نرگس جمال کی محبت اس آزمائش سے بالاتر و ثابت

نہ ہوگی۔.....

شہاب۔ کیا تمہیں نہیں معلوم؟

روحی۔ نہیں، وہ ایک ایسا دل رکھتی ہے جو پوری طرح میرے حلقہ

علم میں نہیں ہے، جو ایک ایسے اصول پر مبنی ہے جسے میں نہیں

جانتی، جو میں نے آج تک کہیں نہیں دیکھا اور جو مستقبل کو بدل

ڈالتا ہے..... میں نے اُسے رام کرنے کی کوشش کی مگر وہ

صرف چھوٹی چھوٹی باتوں میں میری اطاعت کرتی ہے۔ لیکن اب

وقت عمل کرنے کا ہے۔ آپ جا کر نرگس جمال کو تلاش کیجئے اور اپنے

بیٹے کو مجھ پر چھوڑیئے، جائیئے۔ ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ زما تیش

کو ناقص کر دیں۔ میں اسے ہوش میں لے آؤنگی، اُس سُکر کو جس

میں کہ میں نے اسے ڈبو دیا ہے میں اور بھی زیادہ گہرا اور فراموش

کُن بنا دوں گی اور میں اُس پر ظاہر ہو جاؤنگی تاکہ میں اُس کے

بوسوں کو دھوکہ دے سکوں.....

شہاب۔ (ایک ایسی آواز میں جس میں کہ ہلکی سی ملامت شامل ہو) روحی.....

روحی۔ جائیئے..... مجھے اکیلا چھوڑ دیجئے۔ آپ جانتے ہیں کہ جو

بوسے بچاری روجی کو دیئے جاتے ہیں اُس عارضی چمک کی طرح ہوتے ہیں جو بہتے ہوئے پانی پر فنا ہو جاتی ہے۔

(شہاب دُور چلا جاتا ہے۔ روجی ممر میں حوض کے قریب جاتی ہے اور وہاں بیدِ مجنون کی جھکی ہوئی ٹہنیوں میں نیم پوشیدہ ہو کر اپنے چہرے کی نصف نقاب اٹھا دیتی ہے۔ ممر میں حوض کی سبز سیڑھیوں پر بیٹھ کر آہستہ آہستہ اپنی چوٹی کھولنی شروع کرتی ہے۔ سہیل چاروں طرف جیرانی سے دیکھتا ہوا اٹھتا ہے)

سہیل۔ میں کہاں سو گیا تھا؟ میرے دل میں کچھ عجیب قسم کا زہر داخل ہو گیا ہے..... میری حالت پہلی سی نہیں رہی اور میرا دماغ چکرار رہا ہے..... میں اس حمار کا ناتواں مقابلہ کر رہا ہوں اور مجھے نہیں معلوم میں کہاں جا رہا ہوں (روجی کو دیکھتا ہے) لیکن وہ عورت کون ہے، بیدِ مجنوں کے پیچھے؟ (جھنڈ کے قریب پہنچ کر دیکھتے ہوئے) وہ حسین ہے!..... نیم عریاں ہے اور اسکا خول بصورت پاؤں ایک محتاط پھول کی طرح پانی سے کھیل رہا ہے، جو مسکرا مسکرا کر اُس پر سے موتی نچھا ور کر رہا ہے..... وہ اُس نے اپنے ہاتھ اٹھائے

بال سمیٹنے کھیلے، اور آسمان کی روشنی اُس کے شانوں کے درمیان لوٹ رہی ہے، جس طرح مرمری ماہی لُپشت پر چمکتا ہوا پانی (زُریبِ ترکر) وہ حسین ہے۔ یہی حسین..... اسے ضرور دیکھنا چاہیے..... وہ پلٹ رہی ہے اور اُسکا عُرِ بیاں سینہ جو خدا رگیسٹوں میں سے جھانک رہا ہے اور اُن شعاعوں میں جو اس سے مُتصادم ہو رہی ہیں اور یہی شعاعوں کا اضافہ کر رہا ہے۔ وہ گوشِ برآواز ہے۔ سن سکتی ہے اور اسکی بڑی بڑی کھلی ہوئی آنکھیں نرگس سے برسرِ پیکار ہیں..... اُس نے مجھے دیکھ لیا۔ خود کو چھپا رہی ہے..... بھاگنے والی ہو۔ (بیدِ مجنوں کے جُھنڈ میں سے نکل کر) نہیں، نہیں، بھاگو نہیں،..... میں نے تمہیں دیکھ لیا ہے..... اب فرار ہونا بے سُود ہے (روحی کو اپنی آغوش میں بیتے ہوئے) میں ایسے حسین خواب کا نام جاننا چاہتا ہوں جو اُن سُبکوِ ظلمت میں پھینک دیتا ہے جن سے کہ میں نے اتناکِ محبت کی ہے..... میں یہ بھی جاننا چاہتا ہوں کہ اس اچنبھے کو کس مُتبرک مسکن نے پوشیدہ کر رکھا تھا، جسکو آغوش میں لینے کی سعادت اس وقت مجھے حاصل ہے۔ وہ درخت، وہ غار، وہ ایوان، وہ دیواریں کونسی ہیں جو

اس جسم کی تنویر، اس روح کی عطریّت اور ان آنکھوں کی آگ کو دبائے
 رہیں؟..... تم کہاں پوشیدہ تھیں؟ تم جسے ایک اندھا بھی انبوہ کثیر
 میں سے تلاش کر لینگا..... نہیں، مجھے ہٹاؤ نہیں، یہ کوئی متلون
 جذبہ نہیں ہے، لمحی کیف نہیں ہے۔ یہ محبت کی دائمی گمبیری ہے....
 میں تمہارے قدموں پر ہوں۔ میں انکساری سے انہیں چھوٹا ہوں.....
 میں خود کو صرف تمہاری نذر کرتا ہوں..... میں صرف تمہارا ہوں۔
 میں کسی چیز کا ملتی نہیں ہوں سوائے تمہارے لبوں کے ایک بوسہ
 کے تاکہ ماضی کو بھول جاؤں اور مستقبل پر ٹھہر لگا دوں..... اپنا
 سر جھکاؤ..... میں اسے اپنی جانب جھکتا دیکھ رہا ہوں، میں اسے
 آمادہ ہوتا دیکھ رہا ہوں اور میں اس یادگار کا مطالبہ کرتا ہوں
 جسے آئینہ کوئی نہیں مٹا سکیگا (وہ دیوانہ وار اسکے لبوں کو چومتے ایک
 دلدوز چم سنائی دیتی ہے) یہ کس کی آواز ہے؟.....

(روحی اسکی آغوش سے نکل کر بھاگتی ہے اور روپوش ہو جاتی ہے۔)

نرگس جمال داخل ہوتی ہے)

نرگس جمال (شکستہ دلی سے) سہیل!.....

سہیل - کیوں، تم کہاں سے آگئیں، جمال!.....
 نرگس جمال - میں نے دیکھ لیا ہے اور سن لیا ہے.....
 سہیل - کیا؟..... تم نے کیا دیکھ لیا؟..... اپنے چاروں طرف
 دیکھو..... یہاں کوئی چیز دیکھنے کی نہیں ہے..... بید مجنوں سہنگوں
 ہے،..... حوض میں پانی سو رہا ہے،..... قمریاں بول رہی ہیں،
 کنول کھلتے جا رہے ہیں۔ بس یہی مجھے نظر آ رہا ہے، تم بھی یہی دیکھ
 سکتی ہو.....

نرگس جمال - کیا تمہیں اُس سے محبت ہے؟.....
 سہیل - کس سے؟.....

نرگس جمال - اُس عورت سے جو ابھی ابھی بھاگ کر روپوش ہو گئی ہو.....
 سہیل - میں اُس سے محبت کیسے کر سکتا ہوں؟..... میں نے اُسے
 پہلے کبھی نہیں دیکھا..... وہ عورت وہاں بیٹھی ہوئی تھی، میرا اتفاق
 سے گزر ہوا..... اُس نے زور سے چیخ ماری..... میں دوڑ کر اسکے
 پاس گیا..... معلوم ہوتا تھا کہ اسکا پاؤں پھسل گیا تھا، اور جب میں نے
 ہاتھ بڑھا کر اُسے نکالا تو اُس نے وہ بوسہ دیا جو تم نے سنا.....

نرگس جمال - کیا حقیقتاً تم خود بول رہے ہو؟.....

سہیل - ہاں! میری طرف دیکھو۔ حقیقتاً اور کلبیتہ میں ہی بول رہا ہوں

قریب آؤ مجھے چھو کر دیکھو اگر تمہیں اس میں کچھ شبہ ہے تو.....

نرگس جمال - وہو کہ خوفناک تھا لیکن یہ مُہلک ہے.....

سہیل - کیا؟

نرگس جمال - کیا یہ پہلا موقعہ تھا کہ تم نے اُس عورت کو دیکھا؟.....

سہیل - ہاں۔

نرگس جمال - اس کے بارے میں آئندہ میں کبھی کوئی ذکر نہ کرونگی.....

میں اس واقعہ کو شاید آئندہ سمجھ سکوں..... بہر حال میں معاف کرتی ہوں۔

سہیل - معاف کرنے کی بات ہی کیا ہے؟.....

نرگس جمال - کیا کہا تم نے؟.....

سہیل - میں یہ کہہ رہا ہوں کہ مجھے ایسی معافی کی ضرورت نہیں ہے

جو کسی ناکردہ گناہ سے خواہ مخواہ وابستہ کی جا رہی ہو۔

نرگس جمال - ناکردہ گناہ؟ تو پھر جو کچھ مجھے نظر آیا تھا میں نے نہیں دیکھا

اور جو کچھ میں نے سنا تھا نہیں سنا؟.....

سہیل - نہیں۔

نرگس جمال - سہیل !.....

سہیل سہیل سہیل !..... اگر تم میرا نام لے کر ایک ہزار سال اور اس سے بھی زیادہ عرصہ تک مجھے پکارتی رہو گی تب بھی اس میں کچھ فرق نہ آئیگا جس کا کہ کوئی وجود ہی نہیں تھا.....

نرگس جمال - میں نہیں جانتی تمہاری اور میری محبت کے درمیان کون حائل ہو رہا ہے..... آہ ! میری طرف دیکھو اور میرے ہاتھ چھو تاکہ مجھے معلوم ہو جائے کہ تم کہاں ہو !..... آہ ! اگر تم اسی طرح بولتے ہو تو پھر تم وہی نہیں ہو جس سے کہ میں صبح اُس حیرتناک باغ میں ملی تھی جس میں کہ میں نے اپنی روح وقف کی تھی !..... نہیں، کوئی نہ کوئی چیز ضرور ہے جو ہماری قوت کی ہنسی اڑا رہی ہے۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ سب کچھ اس طرح ضائع ہو جائے محض ایک لفظ کی وجہ سے..... میں تلاش کر رہی ہوں اور ٹھکتی پھر رہی ہوں.....

پھر میں نے تمہیں دیکھا۔ اور کل صداقت اور کل اعتماد کو دیکھا جس طرح کوئی درختوں کے درمیان سمندر کو دیکھتا ہے..... مجھے یقین تھا،

میں جانتی تھی..... محبت نے مجھے دھوکہ نہیں دیا تھا..... اب مجھے
 دھوکہ دے رہی ہے!..... یہ نہیں ہو سکتا کہ سب کچھ ایک ہاں
 یا نا پر منہدم کر دیا جائے..... نہیں۔ نہیں۔ میں یہ نہیں کر سکتی....
 ... آؤ، ابھی باقی سر سے اونچا نہیں ہوا ہے..... ہم نے اپنی سترت
 کو ضائع نہیں کیا ہے..... وہ ابھی ہمارے اختیار میں ہے جو اسے
 علیحدہ نہیں ہونا چاہتا..... تم نے ابھی ابھی جو کچھ کیا شاید دلو انگلی
 تھی۔ میں اُسے بھلا دیتی ہوں، میں اُس پر ہنستی ہوں، میں نے کچھ نہیں
 دیکھا، میں تم سے کہہ رہی ہوں..... اس کا کوئی وجود نہیں ہے،
 تم ایک لفظ سے اُسے مٹا سکتے ہو..... تم خوب جانتے ہو میری طرح،
 کہ محبت کے الفاظ ایسے ہوتے ہیں کہ جنکو کوئی مٹا نہیں سکتا اور سب سے
 بڑا قصور جس کا اعتراف ایثار محبت کے ایک بوسہ میں کر لیا جاتا
 ہے ایک ایسی صداقت بن جاتا ہے جو معصومیت سے بھی حسین تر ہوتی
 ہے۔ مجھ سے وہ لفظ کہو، مجھے وہ بوسہ دو، حقیقت کا اعتراف
 کرو، جو کچھ میں نے دیکھا میں نے سنا اُسے تسلیم کرو، اور پھر سب
 کچھ ویسا ہی بے داغ بن جائیگا جیسا کہ پہلے تھا اور مجھے وہ تمام پھر

حاصل ہو جائیگا جو تم نے مجھے دیا تھا.....

سُہیل - میں کہہ چکا ہوں جو کچھ کہ مجھے کہنا تھا..... اگر تم میرا لقمین نہیں کرتیں تو چلی جاؤ۔ تم مجھے تکلیف پہنچا رہی ہو.....

نرگس جمال - میری آنکھوں سے آنکھیں ملاؤ..... کیا تم اُس سے محبت کرتے ہو جو اس طرح دروغ گوئی سے کام لے رہے ہو؟.....

سُہیل - نہیں، مجھے کسی سے محبت نہیں ہو اور تم سے بھی مطلق نہیں... نرگس جمال - سُہیل! میں نے کیا کیا ہے؟..... شاید انجان فی میں.....

سُہیل - کچھ نہیں، یہ بات نہیں ہے..... لیکن میں ویسا نہیں ہوں جیسا کہ تمہارا خیال تھا اور میں ویسا بننے کی پرواہ بھی نہیں کرتا.....

میں بھی اور مردوں جیسا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ تمہیں معلوم ہو جائے اور تم، جو تمہارے جی میں آئے کرو..... میں چاہتا ہوں کہ ہمارے سب وعدے کسی نئے خواب کے جھونکے سے منتشر ہو جائیں، اس برگِ خزاں رسیدہ کی طرح جس کو میں اپنے ہاتھ میں کھل رہا ہوں۔

..... اُن عورت کی محبت! مجھے اُس سے نفرت ہے..... میں بھی اور مردوں کی طرح بے وفائی اور دغا بازی کی دُنیا میں اپنی زندگی

گزار ونگا..... جہاں محبت کوئی نہیں کرتا، جہاں سب وعدے پہلی ہی آزمائش پر شکست ہو جاتے ہیں..... آہا! آنسو! ان کا آنا یقینی تھا، میں تو ان کا متوقع ہی تھا..... تم سنگ دل ہو اور تمہارے آنسو کم ہیں..... میں قطرہ بہ قطرہ انہیں گن رہا ہوں..... تمہیں مجھ سے محبت نہیں تھی!..... محبت جو پہلی نظر سے شروع ہوتی جو ایسی نہیں ہوتی جس پر کہ مسرت کا دار و مدار ہو۔ بہر حال یہ وہ محبت نہیں ہے جس کا میں متمنی تھا..... اچھا! اور آنسو!..... اب وقت گزر چکا ہے..... تم مجھ سے محبت نہیں کرتی تھیں۔ میں تم سے محبت نہیں کرتا تھا..... کوئی اور بھی یہی کہتا..... کوئی اور بھی یہی سمجھ لیتا..... لیکن تم! نہیں، نہیں۔ چلی جاؤ!..... چلی جاؤ، چلی جاؤ، میں تم سے کہتا ہوں.....

(نرگس جلال مسبکیاں لیتی ہوئی آہستہ آہستہ جاتی ہے جب قدم چکروہ پلٹتی ہے، رکتی ہے، سہیل کی طرف غمناک نظروں سے دیکھتی ہے۔ ایک دہائی ہوئی چیخ اس کے منہ سے نکلتی ہے۔) میں تم سے محبت کرتی ہوں، اور آنکھوں سے اوجھل ہو جاتی ہے سہیل حیران پریشان

رہ کھڑا کر ایک درخت کے تنے سے سہارا لیتا ہے۔)

سہیل - میں نے یہ کیا کیا؟..... میں اشاروں پر چل رہا ہوں.... کیسکے؟
مجھے نہیں معلوم..... میں نے کیا کیا؟..... یہ میں نہیں بول رہا.....
میں نے مسرتِ ماضی و مستقبل سب کچھ کھو دیا۔ مجھے اپنے وجود پر بھی
اختیار نہیں ہے..... میں اُن افعال کا مرتکب ہو رہا ہوں جن کے
ارتکاب سے مجھے خود نفرت ہے..... مجھے نہیں معلوم میں کون
ہوں اور کیا ہوں..... جمال!..... میری جمال!.....

(سہیل روتا ہوا اوندھے منہ زمین پر گر پڑتا ہے۔)

چپے چپے چپے

مجلس سوم

مجلس سوم

منظر اول

مقام :- محل میں ایک کمرہ۔

(سہیل ایک آئینہ کے سامنے کھڑا ہوا ہے۔ اتنا نحیف و مضطرب، جھکا

ہوا، اور مُعمر نظر آتا ہے کہ پہچانا بھی نہیں جاتا۔)

سہیل :- میں کون ہوں ؟ چند گھنٹوں میں میری عمر تین برس کی ہو گئی

..... زہرا اپنا اثر دکھا رہا ہے، اور غم بھی..... اس آئینہ میں میں

خود کو خوف سے دیکھتا ہوں جو مجھے میری شکستہ زندگی کا عکس

دکھا رہا ہے..... مگر یہ جھوٹ نہیں بولتا۔ (ایک اور آئینہ کے قریب

جا کر) یہ دیکھو یہ دوسرا آئینہ بھی وہی عکس دکھا رہا ہے۔ ورنہ

پھر یہ سب کے سب جھوٹ بولتے ہیں جس طرح کہ اس عجیب و غریب

جزیرہ میں ہر چیز مجھے جھوٹ بولتی اور منہ چراتی نظر آتی ہے۔

(اپنے چہرہ پر ہاتھ پھیر کر) افسوس! آئینوں کا بیان صحیح ہے..... یہ جھڑپاں جن کو میرا ہاتھ محسوس کر رہا ہے ان شیشوں کی بدخواہی کا نتیجہ نہیں ہیں..... یہ میرے گوشت پوست میں پیوست ہیں..... اور یہ ڈراؤ نے عیوبِ اسپر سے ہٹائے نہیں جاسکتے۔ میں اپنی انگلیوں سے ان کی ناہمواری محسوس کر سکتا ہوں۔ یہ جھکے ہوئے کندھے سیدھے ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ میرے بال بے رنگ ہیں، زردی مائل راکھ کی طرح جو شعلہ کی موت پر رونا ہوتی ہے میری آنکھیں، میری آنکھیں بھی مشکل سے خود کو پہچانتی ہیں..... پہلے یہ بڑی بڑی اور کھلی ہوئی تھیں۔ یہ ہنسا کرتی تھیں اور زندگی کا خیر مقدم کرتی تھیں..... اب یہ چُند ہیاتی ہیں اور ان کی نظریں مجھ سے اس طرح کتراتی ہیں جس طرح کہ کسی بدمعاش کی نظریں..... میری پہلی ہیئت میں سے اب مجھ میں کچھ بھی باقی نہیں۔ میری ماں قریب سے گزر جائیگی اور مجھے پہچانیگی بھی نہیں..... سب کچھ ختم ہو چکا..... (ایک اونچی کھڑکی کا پردہ کھینچتے ہوئے) مجھے رُو پوش ہو جانا چاہیئے..... گہری تاریکی سے اس سب کچھ کو ڈھنک دینا چاہیئے..... (کمرے ایک

تاریک گوشہ میں وہ پڑ رہتا ہے) میں شکست تسلیم کرتا ہوں..... میں
اُس کا مُرتکب ہوا ہوں جس کو محبت کبھی معاف نہیں کر سکتی.....
میں اپنی زندگی بھی بالآخر اُسی طرح کھو رہا ہوں جس طرح کہ میں نے جال
کو کھو دیا..... وہ مجھے پھر کبھی نہیں دیکھے گی۔ میں اُسے پھر کبھی
نہیں دیکھوں گا.....

(ایک دروازہ کھلتا ہوا اور نرگس جمال داخل ہوتی ہے)

نرگس جمال (تاریکی سے نچر ہو کر چوکھٹ پر ایک لمحہ کھینٹے ٹھکتی ہے۔ پھر کمرے
میں چاروں طرف ایک اُچھٹی ہوئی نظر ڈالتی ہے اور سہیل کو ایک تاریک گوشہ میں
پڑا دیکھ کر ہاتھ پھیلائے ہوئے اُس کی طرف بکتی ہے) سہیل!..... گزشتہ
تین دن میں نے دیوانوں کی طرح گزارے ہیں، میں نے تمہیں ہر ہر
جگہ تلاش کیا۔ مجلس میں گئی..... دروازہ بند تھا اور کھڑکی بھی۔ میں
کھڑکی کی دھلیز پر بمشکل تمام پہنچی تاکہ تمہارے سانس کی ایک جھلک
ہی نظر آجائے۔ میں نے آواز دی، میں چنجی مگر کسی نے جواب نہیں دیا
..... لیکن تم کس قدر زرد پڑ گئے ہو اور کس قدر نحیف ہو گئے ہو!.....
میں بے سمجھے بوجھے تم سے باتیں کر رہی ہوں..... مجھے اپنے وطنوں کا تھوڑا...

سُہیل - تم مجھے پہچانتی ہو؟.....
نرگسِ جمال - کیوں نہیں؟.....

سُہیل - تو پھر میں وہ نہیں ہوں.....؟ میں اب بھی پہلے ہی جیسا ہوں؟
..... مجھے دیکھو..... مجھ میں کون سے پہلے نقوش باقی ہیں؟.....
(کھڑکی کے پاس جا کر پردہ زور سے ایک طرف ہٹاتے ہوئے) دیکھو! دیکھو!.....
تم نے مجھے کس بات سے پہچانا؟..... بناؤ۔ کیا اس لئے؟.....
کیا میرے ہاتھوں سے، میری آنکھوں سے، میرے کپڑوں سے، شاید؟.....
نرگسِ جمال - (لُٹے دیکھتے ہوئے) اور اُسکی آغوش میں رو کر گرتے ہوئے) آہ!
تم نے کیسی تکلیف اُٹھائی ہے!.....

سُہیل - میں نے تکلیف اُٹھائی ہے، ہاں میں نے کڑی جھیلی ہو.....
جو کچھ میں نے کہا، جو کچھ میں نے کیا، اسکے بعد میں اس کا بدرجہ اتم
مُسْتَحَق تھا..... لیکن اب یہ چیز مجھے پریشان نہیں کر رہی اور نہ
کھٹک رہی ہے..... میں نشاطِ خاطر سے مروں گا اگر تم صرف ایک
دفعہ اور دیکھ لیتیں، اُچھلتی نظر ہی سے سہی، اُسکو جس سے تم نے
کبھی محبت کی تھی..... مجھ میں جو کچھ قدرے قلیل باقی رہ گیا ہے

میں اُسی کے سہارے جی رہا ہوں..... میں خود کو چھپانا چاہتا ہوں،
 اپنی پیتا کو دفن کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن اس سے پہلے میں یہ بھی
 چاہتا ہوں کہ تم مجھے دیکھ لو تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اگر تم اب
 بھی مجھ سے محبت کرو گی تو دراصل کس سے محبت کرو گی..... آؤ
 آؤ۔ قریب۔ قریب تر..... میرے قریب نہیں بلکہ اُن شعاعوں
 کے قریب جو میری ذلیل ہیئت کدائی کو اُجاگر کر رہی ہیں....
 ان مجھڑیوں کو دیکھو، ان مُردہ آنکھوں کو، ان لبوں کو.....
 نہیں، نہیں، میرے نزدیک مت آؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کو گھن
 آئے..... مجھ میں پہلے سے اب اتنی بھی مُشاہت نہیں ہو جتنی
 کہ اُس دُنیا سے واپس آنے پر بھی قائم رہتی جہاں کہ زندگی کا
 اب ناک گزُر نہیں ہوا..... تم جھک کر پیچھے نہیں ہٹتیں؟..... تم
 متعجب بھی نہیں ہوئیں؟..... تم مجھے اُس نظر سے نہیں دیکھ رہیں
 جس نظر سے کہ یہ آئینے مجھے دیکھتے ہیں؟.....

نرگس جمال۔ میں دیکھ رہی ہوں کہ تمہارا رنگ زرد پڑ گیا ہے
 اور تم نفلے ماندے معلوم ہوتے ہو..... میرے ہاتھوں کو مت ہٹاؤ۔

..... اپنا منہ قریب لاؤ..... مجھے اپنے لب اُس سے ملانے کیوں نہیں دیتے جیسا کہ میں نے اُس دن گلستاں میں کیا تھا اور سب چیزیں ہم پر مسکرا رہی تھیں ؟..... محبت ایسے بہت سے دنوں سے آشنا ہوتی ہے جبکہ کوئی چیز نہیں مسکراتی۔ کیا ہرج ہے اگر محبت صرف نیشم ہوا اور ہم مصروفِ گریہ ؟..... میں تمہارے بالوں کو پیچھے ہٹا رہی ہوں جو تمہارے چہرے پر چھا کر اُسے اس درجہ رنجیدہ بنا رہے ہیں..... دیکھو یہ بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ میں نے، ہمارے پہلے بوسے کے موقع پر، تمہارے بال ہٹائے تھے۔ آؤ، آؤ، آئینوں کی کذب بیانی کا خیال نہ کرو..... وہ نہیں جانتے کہ کیا کہہ رہے ہیں لیکن محبت جانتی ہے..... اُن آنکھوں میں زندگی پھر واپس آچلی ہے جو مجھے دیکھ رہی ہیں..... تم خائف نہ ہو کیونکہ مجھے کسی بات کا خوف نہیں ہے..... میں جانتی ہوں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے اور میں وہ راز معلوم کر لوں گی جو تمہارے درد کی دوا ہے.....

سہیل۔ جال !.....

نرگس جمال۔ ہاں، ہاں! اور قریب آؤ..... میں تم سے اُس مسرت انگیز لمحہ سے زیادہ اب محبت کرتی ہوں جبکہ ہر چیز ہمارے اتصال میں شریک تھی.....

سہیل۔ ہاں۔ میں یہ سمجھ گیا۔ لیکن وہ دوسری، وہ دوسری چیز.....
نرگس جمال۔ کیا چیز؟

سہیل۔ میں جانتا ہوں کہ محبت گم گشتہ تلاش کرنے سے مل سکتی ہے، اسکے باقیات جمع کئے جاسکتے ہیں اور تجدید محبت ممکن ہے، لیکن ہماری محبت کے باقیات کہاں ہیں؟ ان کا تو کوئی نشان بھی نہیں، کیونکہ قسمت کے دار کرنے اور جو حالت کہ تم دیکھ رہی ہو اسکو پہونچنے سے پہلے میں نے اُن سب کو اپنے ہی ہاتھوں سے کچل کر فنا کر دیا تھا جو کہ قسمت کی دستبرد سے بچ رہے تھے۔..... میں نے جھوٹ بولا اور دھوکہ دیا۔ اور پھر عین اُس لمحہ میں جبکہ چھوٹے سے چھوٹا جھوٹ بھی ایک ایسی فضا میں جس میں سے کہ کوئی چیز مٹائی نہ گئی ہو ایک ایسے قصور کی نشوونما کرتا ہو جسکو ممکن تھا کہ محبت معاف کر دے۔ ہماری یک دلی میں جو صداقت

تھی مُردہ ہو چکی۔ میں نے وہ اعتماد کھو دیا ہے جس میں کہ میرے کل خیالات گھیرے رہتے تھے جیسے کہ شفاف پانی اور بھی زیادہ شفاف پانی کو گھیرے رہتا ہے..... مجھے اب اس کا یقین نہیں رہا۔ مجھے خود اپنا یقین نہیں رہا۔ مجھ میں اب کوئی ایسی پاکیزگی باقی نہیں رہی جس میں تم جھک کر میرے سائبہ کو تلاش کر سکو..... اور میری روح میرے جسم سے بھی زیادہ غمزدہ ہے.....

نرگس جمال۔ کیا تم نے اُس عورت کو بوسہ دیا تھا؟.....
سہیل۔ ہاں۔

نرگس جمال۔ کیا اُس نے تمہیں بلایا تھا؟.....
سہیل۔ نہیں۔

نرگس جمال۔ اور تم نے یہ کیوں کہا تھا کہ مجھے دھوکہ ہوا ہو گا؟
سہیل۔ اب تم سے کہنے سے کیا فائدہ ہو گا، جمال؟ وقت گزر چکا۔
تم میرا یقین نہیں کر دو گی کیونکہ تمہیں اُنہونی بات کا یقین کرنا پڑیگا.....
میں نیم بیہوشی کی سی حالت میں پھر رہا تھا۔ ناقابل شکست و فریب وہ خواب سا دیکھ رہا تھا۔ میرا دل میرا شعور، میری عقل سلیم،

سُہیل - تمہیں کیسے معلوم ہوا ؟.....

نگس جمال - کیونکہ میں تم سے محبت کرتی ہوں.....

سُہیل - لیکن میں کیا ہوں، جمال ؟ مجھ میں تم کس چیز سے محبت کرتی ہو ؟ میں نے تمام اُن چیزوں کو آلودہ معصیت کر دیا ہے اور اوروں نے تباہ و برباد کر دیا ہے جن سے تمہیں کبھی محبت تھی.....

نگس جمال - مجھے تم سے محبت ہے.....

سُہیل - مجھ میں کیا باقی رہا ہے ؟..... یہ ہاتھ جو اپنی طاقت کھو چکے ہیں۔ یہ آنکھیں جن میں اب چمک باقی نہیں ہے۔ یہ دل جس نے محبت سے بے وفائی کی.....

نگس جمال - تم - تم اب بھی وہی ہو۔ سوائے تمہارے اور کوئی نہیں ہے..... جب تک کہ تم مجھے حاصل ہو، مجھے اس سے کیا واسطہ کہ تم کون ہو..... آہ ! میں نہیں جانتی کہ کس طرح اپنے خیالات کی ترجمانی کروں..... جب کئی ہستی اس طرح مبتلائے محبت ہوتی ہے جس طرح کہ میں تمہاری محبت میں مبتلا ہوں تو وہ اندھی ہوتی ہے اور پھر کیونکہ وہ کچھ اور دیکھتی ہے اور کچھ اور سنتی ہے.....

جب وہ کسی سے اس طرح محبت کرتی ہے جس طرح کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں تو وہ اپنے محبوب کے قول، اسکے فعل اور اسکے کردار سے محبت نہیں کرتی بلکہ صرف اُس کی ذات سے، جو گردشِ ایام و مصائب و آلام میں سے گزرنے کے باوجود سدا ایک سی رہتی ہے۔..... وہ صرف اس کی ذات ہے، وہ صرف تمہاری ذات ہے جس میں کوئی تغیر نہیں ہو سکتا سوائے اسکے کہ محبت میں اور بھی اضافہ کر دے..... وہ جو کہ کُلیتاً تم میں ہے، تم کُلیتاً اُس میں ہو، تم جسے میں دیکھ رہی ہوں، جسے میں سُن رہی ہوں، جسے میں ہر وقت سُنتی رہتی ہوں اور جس سے میں ہمیشہ محبت کرتی ہوں۔

سُہیل - جمال!.....

نرگس جمال - ہاں، ہاں، مجھے گلے لگاؤ، مجھے اپنی آغوش میں کچل ڈالو..... ہمیں کشمکش کرنی پڑیگی، ہمیں مصیبتیں برداشت کرنی پڑیں گی۔ ہم یہاں ایک ایسی دُنیا میں ہیں جو پھندوں سے بھری پڑی ہے..... ہم صرف دو ہیں، لیکن ہم محبتِ مجسم ہیں.....

منظرِ دروم

مقام - رنجِ چین۔

(ایک سرسبز و شاداب پُشتہ پر نرگس جال مجھ کو خواب ہے مجھ لوں
پر بیلین چڑھی ہوئی ہیں اور پھول کھلے ہوئے ہیں۔ رات کا وقت
ہے۔ قریب ہی ایک فوارہ دھیمی آواز سے چمٹ رہا ہے۔ چاند چمک
رہا ہے۔ رَدھی داخل ہوتی ہے)

روحی۔ وہ سو رہی ہے۔ انفاسِ چمن خاموش ہیں اسکی صدائے
تنفس سننے کے لئے اور صرف بلبلِ جبکورات نے چاندی میں ہنلا کر
بھیجا ہے اس کی نیند کو خوشگوار بنا رہی ہے..... وہ کتنی حسین
اور مطمئن ہے اور کیسی پاکیزہ نظر آ رہی ہے، اُس پانی سے بھی ہزار گنی
پاکیزہ جو سامنے پہرہ رہا ہے، برف کے تودوں میں، دُودھیالی برف
میں سے، جو زرد پتوں کے نیچے گا رہی ہے..... اُسکے خوبصورت
بال پھیلے ہوئے ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے منجمد سیلابِ نور اور چاند

یہ نہیں بتا سکتا کہ اُس سونے کا کون مالک ہے جو اُس نیلا ہٹ میں
 آمیز ہو رہا ہے جس میں کہ اسکی کرنیں تیر رہی ہیں..... اسکی پُر نور
 آنکھیں بند ہیں تاہم وہ روشنی جو ستاروں میں سے گزر رہی ہو
 اُس کے پیارے پیارے پردہ ہائے چشم کو کانپ کانپ کر
 اُٹھا رہی ہے تاکہ ان کے میچے گذشتہ خوش گوار دن کی آخری
 یادگار کو تلاش کرے۔ اُس کا منہ ایک نر و تازہ متنفّس پھول
 ہے اور پھولوں نے اپنے کٹوریاں شبنم سے بھر بھر کے اُس کے
 شانوں پر اُلٹ دی ہیں تاکہ اُسے بھی اُن موتیوں کا حصّہ پہنچ
 جائے جو رات خاموشی میں اُن برکتوں کے نام پر تقسیم کرتی ہے
 جو دنیا کے خزانوں پر نازل ہوتی ہیں آہ! جمال، جمال، میں ایک
 پریشان روح ہوں جو رات کو بٹھکتی پھرتی ہے۔ تم سے بھی زیادہ بھکی
 ہوئی کیونکہ باوصف اپنی دُور بینی اور اُس قُرب کے جو مجھے مدفن
 مسرت سے حاصل ہے، میں خود اپنی مالکہ نہیں ہوں۔ میں اپنے آقا
 کی اطاعت کرتی ہوں۔ میں کچھ نہیں دے سکتی سوائے ایک نادیدنی
 بوسہ کے، جو تمہیں جگا نہیں سکتا اور جو میرا ہے بھی نہیں لیکن

میں تم سے محبت کرتی ہوں۔ محبت کرتی ہوں جس طرح کہ ایک ناخوشتر
 بہن اُس سے محبت کرتی ہے جسے محبت نے پہلے منتخب کر لیا ہو۔ میں
 تم سے محبت کرتی ہوں اور میری وہ تمام قوتیں تمہیں گھیرے رہتی
 ہیں جن کا تذکرہ انسانی دُعاؤں میں نہیں ہوتا۔ اور میری یہ آرزو
 تھی کہ میرا آقا تم سے ذرا پہلے ملا ہوتا، قسمت سے پیشتر، جسے
 اُس ساعت کا تعین کر دیا جو تیزی سے قریب لا رہی ہے اُس
 آنسوؤں بھرے مستقبل کو جو اُس کی اور اُس کے ساتھ میری
 پذیرائی کا منتظر ہے..... میں اپنی بے اثر و پریشان محبت کو تمہارا
 پُر سکون نیند پر چھائے دیتی ہوں۔ لو یہ ہے صرف وہ بوسہ
 جو میں نکلو دے سکتی ہوں..... اُٹ! وہ خود، جس کی میں بے اختیار
 مُطیع پر چھائی ہوں، وہ خود یہاں آکر تمہارے لبوں کو کیوں نہیں
 چومتا جو میرے لبوں کو اس طرح مدعو کر رہے ہیں جس طرح ہر حسین
 شے راز کو دعوت دیتی ہے.....

(وہ نرگس جمال کی پیشانی کو بوسہ دیتی ہے)

نرگس جمال۔ (نیند میں) سہیل!.....

روحی۔ ایک اور..... آخری، جبکہ ہم اُس کُنوئیں سے شاد کام ہو رہے ہیں جس کی محافظت فرشتے کر رہے ہیں، فرشتے جو وقت اور فصل کے رازدار ہیں، وہ کُنواں جس کے کنائے ہم پھر کبھی آرام نہیں کر سکیں گے.....

نرگس جمال۔ (نیند میں۔ جیسے کوئی خواب میں باتیں کرتا ہے) کیا تم سوتیلے؟... صبح کے تنفس میں تمہارے لب کس قدر شیریں ہیں..... میں اُن پھولوں سے بیہوش ہوئی جا رہی ہوں جو بہشت سے برس رہے ہیں.....

روحی۔ نیند میں با وفا اور خوابوں میں بھی مستقل!..... رات کے عفریت اُس محبت میں سے کچھ نہیں چُرا سکتے جو کسی دل کے ماضی اور مستقبل کو رنگین بنائے ہوئے ہو..... آہ! میرے آقا اور باپ!..... یہ ہے وہ جس کا نوشتہ تقدیر تمہارے مستقبل کو خطرناک بنا رہا ہے اور جس کے مسترد کرنے کی تمناے لاحصل تمہارے دل کی واحد آرزو ہے..... اے آقا! اگر تم مُصر ہو تو اب بھی وقت باقی ہے، اور مسرت یہاں موجود ہے۔ تمہارا کام صرف

اِسے حاصل کرنا ہے..... وہ تمہارے اور تمہارے بیٹے کے درمیان
 بے اطمینانی سے جُنباں ہے۔ صرف ایک اشارہ اُسے ہمارے لئے
 مخصوص کر سکتا ہے..... یہاں آؤ۔ نرگس جمال تمہاری ہے۔ آؤ۔
 آؤ۔ آؤ۔ میں تمہیں بلارہی ہوں..... میں جانتی ہوں میرا فیصلہ
 صحیح ہے۔ انسان کو اپنی زندگی سے منہ نہیں موڑنا چاہیے اور
 نہ اپنی محبوبہ ستیوں کو بچانے میں اپنی جان تباہ کرنی چاہیے۔
 شہاب۔ (دُور سے غلگی آمیز ہلچلیں) روحی!.....

(شہاب ایک لمبے لمبے لبادہ میں لپٹا ہوا داخل ہوتا ہے)

روحی۔ میں تمہاری ترجمانی کر رہی ہوں اور میری آواز تمہاری آواز ہے۔
 میں تمہارے دل کی نمائندگی کر رہی ہوں، جو دیوانہ وار محبت
 کرتا ہے اور اقرار کرنے کی جرأت نہیں رکھتا..... تمہیں اس
 متعینہ لمحہ میں اس سوئی عورت سے ملنا تھا تاکہ اُس سے بچ سکو
 جو تمہارے بڑھاپے کو تباہ کرنے والا ہے.....

شہاب۔ خاموش اب کچھ نہیں ہو سکتا.....

روحی۔ نہیں۔ ابھی وقت باقی ہے۔ صرف یہی ایک لمحہ اور تمہاری

قیمت کا فیصلہ تمہارے اُس عمل پر موقوف ہے جو تم سے اب معروض ظہور
میں آئیگا.....

شہبَاب۔ جاؤ، مجھے لایج نہ دو، ورنہ میں پھر تمہیں تمہاری بیچس
تاریکی میں پھینک دوں گا۔ میں نے تمہیں اُس میں سے اس لئے نکالا
تھا کہ تم میری آنکھیں کھولو نہ کہ مجھے گمراہ کرو.....

روحی۔ اُس جلی قوت پر کان دھرنا جو انسانی بہبودی کا واحد
ذریعہ ہو گمراہی سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا..... اُن خوفناک نوک
خیال کرو جو ضاربہ تمہارے لئے تیار کر رہی ہے۔ ضاربہ جس سے
تمہیں محبت کرنی پڑیگی اگر نرگس جال درخور محبت نہیں ہو.....
شہبَاب۔ ضاربہ؟..... کیا یہ اسی زندگی میں ہے یا کسی اور
دُنیا میں کہ یہ نام میرے رازدار دل میں دیوانگی، غم اور رنگوں
ساری کے ناموں کی طرح گونج رہا ہے؟.....

روحی۔ نہیں، یہ اسی زندگی میں ہے، صرف اسی ایک زندگی
میں جو تمہاری ہے..... یہ اُس روح کا نام ہے جو تقدیر آباد میں،
جہاں تمہاری قیمت تمہیں بیچارہ ہی ہے تمہاری مُنتظر ہے تاکہ تمہارے

بڑا ہاپے کو منتشر کر دے..... میرے آقا، میں اُسے دیکھ رہی ہوں....
 ہوشیار رہو، وہ قریب آ رہی ہے اور تمہارا دل جیت کر رہی گی
 جو نہی یہ محبت، ایسی پاکیزہ، ایسی پُر صحت، بے اثر ہوگی اُسکی
 محبت تاریکی میں سے رینگتی ہوئی نکل آئیگی..... آقا، میں تم سے
 التجا کرتی ہوں..... میری آنکھیں اس کے غمزدوں کو شمار کر رہی
 ہیں..... وہ اپنے اُن ہاتھوں سے تم کو آغوش میں لے رہی ہو
 جو محبت کی ہنسی اُڑاتے ہیں۔ وہ تمہاری طاقت، تمہارے شعور
 اور تمہاری دانشمندی کو سلب کر لیتی ہے۔ بالآخر وہ تم سے تمہاری
 قوت کا راز چھین لیتی ہے اور ایک مخمور بوڑھے انسان کی طرح
 تم زمین پر گر پڑتے ہو..... پھر وہ تمہیں غریاں چھوڑ کر تمہاری
 ہنسی اُڑاتی ہے اور مُنہ چڑاتی ہے۔ کھڑی ہو جاتی ہے اور ہم پر
 اُس تھلک قعر کا دروازہ بند کر دیتی ہے۔ جو پھر کبھی نہیں کھلیگا...
 شہاب۔ تو کیا وہ کسی طرح ٹائے نہیں ٹلیگی؟.....

روحی۔ تم بھی میری طرح جانتے ہو کہ تمہارے کسی معاملہ میں مجھے
 دہوکہ نہیں ہوتا..... آقا! میں تم سے التجا کرتی ہوں، تمہارے لئے

اور اپنے لئے کہ میرا وجود محض تمہاری ہستی سے وابستہ ہے، یہ ساعت پھر کبھی نہیں آئیگی..... زندگی کا انتخاب کر لو..... وہ اب بھی خود کو پیش کر رہی ہے اس لئے وہ ہماری ہے، اور تمہارا اس پر حق ہے.....

شہاب - نہیں، یہ بالکل بیکار ہے..... اور پھر مجھ سے یہ کبھی محبت نہیں کریگی.....

روحی - یہی کافی ہے کہ تم اُس سے محبت کرتے ہو اور وہ جس سے یہ محبت کرتی ہے اب تمہارے راستہ میں حائل نہیں ہے.....

یہ ہے وہ جو میں دونوں مستقبلوں میں دیکھ رہی ہوں.....

شہاب - (پیشانی سے اضطراب کا پسینہ پونچھتے ہوئے) خاموش رہو، میں خود جانتا ہوں..... اور نوشتہ تقدیر یہ تھا کہ اس بچے سے

محبت کر کے میں اپنی زندگی بچا سکتا تھا..... نرگس جمال میرے

لئے نہیں ہے، اور میرا وقت گزر چکا ہے..... یہ اُن کا وقت ہے

جو آئے اور مل گئے وقت کے حکم کے مطابق، زندگی کے حکم کے

مطابق..... جاؤ، جاؤ، میں کہتا ہوں (روحی اپنا منہ چھپا کر خاموشی سوچتی جاتی ہے)

میں اپنے حصّہ سے دست بردار ہوتا ہوں، اور یہ محض تیری وجہ ہوا میرے بچے، مگر میں اس آزمائش کو پورا کرتا ہوں (وہ اپنا ببادہ اُتار دیتا ہے اور زیادہ اُونچا اور جوان نظر آتا ہے۔ لباس سہیل سے ملتا جلتا ہے اور صورت شکل میں بھی قریبی مشابہت ہے۔ نرگس جہاں کے قریب آتے ہوئے) آہ! میری معصوم جہاں!..... تمہیں بھی مصائب برداشت کرنے پڑیں گے، تمہیں اور بھی زیادہ دُشواریوں سے دوچار ہونا پڑیگا کیونکہ قسمت تمہارے آنسوؤں میں چھپی ہوئی ہے، لیکن اُن تکلیفوں کی اہمیت ہی کیا جو محبت میں جھیلانی پڑتی ہیں؟..... میں نے اپنی زندگی میں جتنی خوشیاں دیکھی ہیں اُن سب کو ان شدید ترین مسرت انگیز غموں کے بدلے میں دینے کے لئے تیار ہوں (نرگس جہاں پر جھک کر) روحی نے سچ کہا تھا۔ اُن ساعتوں اور دنوں کو پاپا کرنے کے لئے مجھے صرف ایک جنبش کرنی ہے جس سے مجھے اُس بھیانک انجام سے نجات مل جائیگی جو قسمت نے میرے لئے مقرر کر رکھا ہے، ہاں، مگر یہ جنبش اُسکی بربادی کا سبب ہوگی جسے میں اپنے سے بھی زیادہ محبوب رکھتا ہوں۔ جسے وقت نے اُس محبت کے لئے منتخب کر لیا ہوا

جس کی میں اس لگاتے بیٹھا تھا..... آہ! جب اس طرح ہمارے ہاتھ میں اپنی اور کسی دوسرے کی مسرت ہوتی ہے، جب ہمیں ان دونوں میں سے ایک کو گچلنا ہوتا ہے تاکہ دوسری پھلے پھوئے، تب ہی ہمیں اس کا احساس ہوتا ہے کہ وہ جڑیں کس قدر گہری اُٹری ہوئی ہیں جنہوں نے ہمو دنیا سے وابستہ کر رکھا ہے، اُس دنیا سے جس پر ہم تکلیفیں جھیل رہے ہیں۔ یہی وہ وقت ہوتا ہو جبکہ زندگی مافوق الانسانی طور پر چلتی ہے تاکہ اس کی آواز سُنی جائے اور اُسکے حقوق تلف نہ ہونے پائیں..... لیکن یہی وہ وقت بھی ہوتا ہے جبکہ ہمیں ایک اور آواز پر بھی کان دھرنے پڑتے ہیں، ایسی آواز پر جس میں کوئی خاص یا یقینی پیغام نہیں ہوتا، جس میں کوئی خوش انجام وعدہ نہیں ہوتا اور جو صرف ایک سرگوشی ہے زندگی کی بے ہنگام چیخوں سے زیادہ متبرک.....

سہیل اور جمال! تم ایک دوسرے سے محبت کرو۔ مجھ سے محبت کرو کیونکہ میں نے تم سے محبت کی ہے۔ میں خجف و مُفجمل ہوں اور دوسروں کی طرح میں بھی حصولِ مسرت کے لئے بنا ہوں۔ میں بھی اپنے حصّہ سے

بغیر کسی کشمکش کے دست بردار نہیں ہو رہا..... میرے بچوں! ایک دوسرے سے محبت کرو۔ میں اُس ہلکی آواز کو سُن رہا ہوں جس میں کوئی پیغام نہیں ہے لیکن دراصل یہی سچی آواز ہے.....
(شہاب نرگس جمال کے آگے جھک کر اُسکی پیشانی چومتا ہے)

نرگس جمال (چونک کر جاتے ہوئے) سُہیل!.....

شہاب۔ ہاں۔ میں ہوں۔ تاریکی نے مجھے تم تک پہنچا دیا، اور میں تمہیں ایک نئے بوسے جگانے آیا ہوں تاکہ تم.....
نرگس جمال۔ (اُچھل کر کھڑی ہو جاتی ہے اور خوفزدہ ہو کر اُسے دیکھتے ہوئے) تم کون ہو؟.....

شہاب۔ (ہاتھ پھیلا کر دعوتِ آغوش دیتے ہوئے) تم جانتی ہو جمال میں کون ہوں اور محبت نے تمہیں بتا دیا ہو گا.....

نرگس جمال۔ (غصہ سے پیچھے ہٹتے ہوئے) اُف! مجھے منت چھو نا ورنہ اس بھیانک خواب کو ختم کرنے کے لئے میں موت کا وسیلہ ڈھونڈونگی..... میں نہیں جانتی آج کی رات کیسے کیسے غریبوں کو اپنے تاریک دامن میں لئے رہی لیکن یہ اُن سب میں، مکر وہ کمینہ

اور اسفل ترین ہے جسے اُس نے تاریکی کے تہ وامن یہاں بھجا ہوا۔
مجھے اب تک اسپرلقین نہیں آتا کہ میں جاگ رہی ہوں یا خواب
دیکھ رہی ہوں؟ جاگنے کی کوشش میں میں اپنی آنکھوں کو مخرج
کر رہی ہوں۔ آہ! میرے قریب مت آؤ۔ پیچھے ہٹو چلے جاؤ۔
تم مجھے ہیبت زدہ کر رہے ہو.....

شہاب۔ میری طرف دیکھو، جمال!..... میں تمہارا مطلب نہیں
سمجھ سکا اور بلاشبہ نیند تمہیں ستا رہی ہے.....
نرگس جمال۔ وہ کہاں ہے؟.....

شہاب۔ جاگو۔ ہوشیار ہو، جمال!.....
نرگس جمال۔ وہ کہاں ہے، اور تم نے اسے ساتھ کیا کیا؟.....
شہاب۔ وہ وہیں ہے جہاں کہیں میں ہوں۔ اور اگر تمہاری
آنکھیں تمہیں دھوکہ دے رہی ہیں.....

نرگس جمال۔ کیا تم نہیں جانتے میں اُسے ہر وقت یہاں رکھتی
ہوں جو تمہیں دیکھ رہی ہیں اور اُس میں اور تم میں تقابل کر رہی
ہیں..... کیا تم نے میرے دل میں اُسے نہیں دیکھا جو یوں سُکی

نقل اُتار کر آئے ہو..... تم اس کے پہلو بہ پہلو۔ تم اُسکے لباس میں
اور اُسکی وضع میں! آہ! یہ ایسا ہی ہے جیسے موت حیات بننا چاہے!
..... لیکن اگر تم جیسے بیس ہزار بھی اُس سے مُشا بہ ہوں اور وہ خود
بھی اگر آج وہ نہ رہے جو کل نقائب بھی میں اُن بیس ہزار غفرتیوں کی
ٹھکر کر اُس ایک انسان کے پاس پہنچ جاؤنگی جو اور خوابوں میں
سے ایک خواب نہیں ہے..... نہیں، ساتھ میں چھپنے کی کوشش
مت کرو..... اب پیچھے ہٹنا بے سود ہے۔ میں نے تمہیں پہچان
لیا ہے اور جانتی ہوں تم کون ہو..... میں تمہاری ساحری سے
واقف ہوں، اور میں اُن کی کیسی ہنسی اُڑاؤں اگر یہ خوف دامنگیر
نہ ہو کہ تم نے اُس کی دلکش اور ناقابلِ فہم وضع قطع غصب کرنے
میں اُس پر ظلم توڑے ہونگے..... تم نے اس کے ساتھ کیا کیا؟...
وہ کہاں ہے؟..... میں تم سے پوچھ کر رہونگی..... مجھے بغیر بتائے
تم یہاں سے نہیں جاسکتے..... (شہاب کا ہاتھ پکڑ کر) میں تنہا ہوں
میں نیم جاں ہوں..... لیکن میں مُصر ہوں۔ میں اصرار کر رہی ہوں
..... میں پوچھ کر رہونگی..... میں جان کر رہونگی!.....

شہاب۔ میں تم سے اس درجہ محبت کرتا ہوں جہاں، کہ اس وقت تک اُسے کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتا جب تک کہ تم اُسکی محبت کا دھم بھر رہی ہو..... اس لئے اُسے کسی بات کا خطرہ نہیں ہو..... اور تم مجھ سے خائف نہ ہو..... میں یہاں اس لئے نہیں آیا ہوں کہ تاریکی سے فائدہ اٹھا کر تمہارے دل کو قریب دوں۔ میں یہاں ایک اور مقصد سے آیا تھا..... میری سُنو جہاں! تمہارا مخاطب اب نہ تو رقیب ہے اور نہ کوئی مہجور عاشق۔ بلکہ ایک دُور اندیش اور مُتردد باپ..... اُسکے آنے سے پہلے جس نے تمہارے دل پر فتح پائی، اور ایسی فتح کہ آج تک کسی مرد نے کسی عورت پر نہیں پائی ہوگی، مجھے اقرار ہے میں نے مسرت کی ایک ایسی جھلک دیکھی تھی جس کا تعاقب زندگی کی اس ڈھلتی چھاؤں میں بے سود ثابت ہوتا ہے..... آج میں دست کش ہوتا ہوں، بوجھل دل سے، مگر خوش نیتی سے..... میں جانتا ہوں تم اُس غریب عطیل الحواس سے کس قدر محبت کرتی ہو۔ جسے شخص اتفاق نے تمہاری راہ میں لا ڈالا..... اور میرے بیان کو

غلط نہ سمجھنا، میں اُس کا ذکر نفرت یا جوشِ رقابت سے نہیں کر رہا، لیکن ساتھ ہی عدم دل شکستگی سے اُس دہشتناک زمانہ مُقبل کو یاد نہیں کر سکتا جو تمہارے لئے وہ تیار کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود تمہاری ناراضگی کے خوف کے میں تمہیں اُس کی طرف سے مُتنبہ کرنے پر مُصر ہوں۔ مجھے سوائے اسکے اور کسی بات کی پرواہ نہیں کہ تم کو ایک ایسی رنجہ محبت سے مُحرّف کروں جس میں کہ آنسوؤں اور پریشانی کے علاوہ اور کوئی تمہارا مُنتظر نہیں..... مجھے اپنی پذیرائی کی کوئی اُمید نہیں..... میں تم سے اس کا سوا لی نہیں ہوں کہ بجائے اُسکے تم مجھ سے محبت کرنے لگو..... تم نے مجھ پر پوری پوری طرح واضح کر دیا ہے کہ یہ ناممکن ہے..... میری خواہش صرف یہ ہے کہ تم اس سے محبت کرنی چھوڑ دو، یہ ہے، یہ ہے صرف وہ جس کا میں قسمت کی مہربانی سے مُلتی ہوں..... اور آج کی رات قسمت میری التجاؤں کی قبول کرے گی.....

نرگس جمال - کس طرح؟.....

شہاب - آزمائشِ سخت اور المناک ہو۔ میں بخوشی تمہیں اس سے

سچا دینا لیکن تم خود مجھ سے بہتر جانتی ہو کہ بعض مفید مصیبتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن سے دامن سچا ناشرِ مٹاک ہوتا ہے..... تمہارا صرف ایک اشارہ دُنیا کو الٹ دینے کیلئے کافی ہو گا..... اس گردن کی جو آبِ تنک دلیگری سے خمیدہ نہیں ہے، ایک جنبشِ خفی، آئی نکھوئی جو اعتماد و معصومیت سے لبریز ہیں صرف ایک نظر، اُس حسین ترین شے کو میری نظروں میں مسخ کر سکتی ہے جو محبت نے عورت کے دل میں پیدا کی ہے..... لیکن یہ ہونا ہے..... یہ ٹھیک ہو گا، بہتر ہو گا کہ یہ شے آج ہی اُن آنسوؤں میں محو ہو جائے جن کا خشک کرنا ابھی ممکن ہو سکتا ہے، کیونکہ بعد میں اسے اُن غموں میں غرق ہونا پڑیگا جن کا تدارک کسی چیز سے نہ ہو سکیگا.....

نرگس جمال۔ اس سے تمہارا مطلب کیا ہے؟.....

شہاب۔ یہ کہ اس لمحہ جبکہ تمہارے دل کی ہر چیز بے داغ اور سچی، شفات اور متند ہے، جبکہ تمہاری روح کی کُل نرمل خوبیاں، تمہارے دو شیزہ خون کی کُل صداقت، کُل وفاداری اور کُل معصومیت کا منہ اُس کی جانب ہے جس کو تم نے سب زیادہ پاکیزہ، سب سے زیادہ

مسرور بنانے کے لئے منتخب کیا ہے، وہ اس لمحہ وہاں ہے، ہمارے پیچھے، اس پُشتے سے دو قدم کے فاصلہ پر، اُن پتوں کی آڑ میں جنکو وہ ناقابلِ نفوذ سمجھتا ہے، اُس عورت سے ہم آغوش ہے جسکو تم نے کل چشمِ خود دیکھا تھا، اُس نے اُس بے مثل محبت کو ملوث کر دیا ہے جو تم نے اُسی کو دی تھی.....

نرگس جمال - نہیں!.....

شہاب - تم نہیں کیوں کہتی ہو بغیر دیکھے؟.....

نرگس جمال - کیونکہ اُسکا اور میرا وجود جداگانہ نہیں ہے.....

شہاب - میں تم سے یہ نہیں کہہ رہا کہ میرے کہے پر یقین کر لو۔ میں تم سے صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ مَنہ پھیر کر دیکھو.....

نرگس جمال - نہیں.....

شہاب - کیا تمہیں اُن دونوں کی ٹلی جلی آوازیں اور بوسوں کی تنکرائ کے مدہم گیت سُنائی دے رہے ہیں؟.....

نرگس جمال - نہیں.....

شہاب - اپنی آواز اُس ارتکابِ جرم میں حائل ہونے کیلئے بلند مت کرو

جسکو تم دیکھنا نہیں چاہتیں..... وہ تمہاری آواز نہیں سنیگے.... وہ صرف اپنے لبوں کی صدا سن رہے ہیں..... مگر پلٹ کر دیکھو جمال! میں تم سے استغنا کرتا ہوں..... تمہاری زندگی خطرہ میں ہے اور وہ کل مسرت بھی جس کی تم مستحق ہو..... اگر تم میں اسکی پذیرائی کی قوت موجود ہے تو اس حقیقت منقذ کو مت ٹھکراؤ جو تمہیں سچانے آئی ہے۔ اس کی تردید کر کے تم آنسو بہاؤ گی اور پھر وقت ہاتھ سے نکل چکا ہوگا..... لیکن دیکھو!..... دیکھو!..... تمہیں منہ پھیرنے کی بھی ضرورت نہیں..... تمہارا ستارہ تم پر مہربان ہے اور حقیقتیں عریاں کرنے میں انتھک ہے..... اپنی آنکھیں مت بند کرو، وہ انہیں کھولنے آ رہا ہے..... دیکھو!..... ان کے بازوؤں کا ساتھ جسکو چاندنی نے طویل کر دیا ہے اس محراب پر سے رینگ کر تمہارے گھٹنوں کو ڈھنک رہا ہے!..... اپنی آنکھیں کھولو! دیکھو!..... وہ تمہاری حقیر کرنے آگے بڑھ رہا ہے۔ وہ تمہارے لبوں کی جانب چڑھ رہا ہے!.....

نرگس جمال۔ نہیں۔

شہاب۔ میں تمہاری نشاء سمجھ گیا، جمال! میری موجودگی میں تم اپنی
 نہریت خوردہ محبت کا اعتراف نہیں کرو گی..... میں تمہیں تنہا چھوڑتا
 ہوں، تمہارے فرض کے روبرو، تمہاری قسمت کے روبرو..... اس
 نوع کا ایشار کسی گواہ کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ سکوت کا مطالبہ
 کرتا ہے..... حقیقت وہاں موجود ہے۔ اس سے اجتناب بزدلانہ
 ہے..... جب تم تنہا ہو گی تو تمہیں خود معلوم ہو جائیگا کہ اس کا
 مقابلہ کس طرح کیا جائے..... ابھی وقت باقی ہے..... میں تمہاری
 تعریف کرتا ہوں، جمال..... تمہاری زندگی اور تمہاری مسرت تمہاری
 ہمت کو آواز دے رہی ہیں اور صرف ایک نظر پر موقوف ہیں.....

(شہاب چلا جاتا ہے۔ نرگس جمال پشت پر کچھ دیر تک ساکت بیٹھی رہتی
 ہے آنکھیں پھٹی ہوئی اور نظریں سامنے ہوا میں گڑھی ہوئیں پھر وہ
 اٹھتی ہے۔ سیدھی کھڑی ہو جاتی ہے اور بغیر رخ پھیرے آستینہ
 چلی جاتی ہے)ۛ

مجلسِ پیام

مجلس چہارم

مقام۔ محل کا ایک کمرہ۔

(کمرہ کے پچھلے حصہ میں دائیں طرف سنگ مرمر کے ایک پلنگ پر
سُہیل بیجان پڑا ہے۔ نرگس جمال حالتِ تذبذب میں پریشاں مُو
اُسکے آس پاس دیوانہ وار پھر رہی ہے)

نرگس جمال۔ سُہیل! سُہیل!..... وہ میری آواز نہیں سُن سکتا..... اسکی
آنکھیں پھٹی پڑی ہیں..... سُہیل! میں یہاں ہوں، میں تمہاری آنکھوں
جھکی ہوئی ہوں..... مجھے دیکھو، میری طرف دیکھو!..... نہیں،
وہ مجھے نہیں دیکھ رہا!..... سُہیل! خدا کے لئے رحم کرو..... اگر
تمہاری آواز بہت کمزور ہے تو اپنے زندہ ہونے کا اشارہ ہی
کرو..... میں تمہیں اپنی آغوش میں لیتی ہوں، محبت بھری آغوش
میں..... آؤ، آؤ، اپنے ہوش میں آؤ، ہماری حقیقی محبت کے ہوش

میں آؤ..... دیکھو، دیکھو یہ میرے ہاتھ ہیں جو تمہارے سر کو سہارا دے رہے ہیں..... میں تمہارے بالوں پر ہاتھ پھیرتی ہوں تو کیا تم میرے ہاتھوں کو پہچانتے ہو؟..... جب ہم خوش تھے تو تم مجھ سے اکثر کہا کرتے تھے کہ ان پیارے ہاتھوں کا لمس خفیف بھی تمہاری روح کو بہشت کی بڑی سے بڑی مسرت سے کنارہ کش کر کے واپس بلا سکتا ہے..... تاریک سے تاریک گہرائیوں میں سے..... نہیں، نہیں، تمہاری روح وہاں نہیں ہو سکتی..... مگر اس کا سر جھک رہا ہے، اس کا ہاتھ بے جان ہو کر گر پڑا، اس کی انگلیاں مجھے اس سنگ مرمر سے بھی زیادہ سرد معلوم ہوتی ہیں (پلنگ کے ایک پائے کو غیر ارادی طور پر چھوتے ہوتے) نہیں، یہ بات نہیں ہے..... لیکن مجھے جاننا چاہیئے..... اور اسکی آنکھوں میں اب..... (اُس کا سر اٹھاتے ہوئے) یہ اس کی آنکھیں مدھم ہیں یا میری؟..... نہیں، یہ ناممکن ہے!..... نہیں، نہیں، میں یہ نہیں مانوں گی، ہاں! میں تمہارے لب کھولوں گی!..... (اپنے لبوں کو سہیل کے لبوں پر رکھ دیتی ہے) سہیل! سہیل! میری زندگی کی کل سرگرمیاں تمہارے دل میں اتر جائیں گی..... ڈرو مت، ڈرو مت!

یہ جان بچانے والا شعلہ ہے اور وہ زندگی جو جلاتی ہے..... اس سب کو
اپنے سانس کے ساتھ اُتار لو، میرے تنفس کی اُن آخری کوششوں
میں جو تمہاری محبت کا دم بھرتا ہے..... میں اپنی زندگی تم سے بدلنے
میں خوشی سے گھٹنا پسند کرونگی..... میں تمہیں اپنی طاقت، اپنی عتیں،
اپنی گل زندگی دیتی ہوں..... بوا یہ ہے سب کچھ..... تمہیں اپنے
لب ہلانے کے لئے صرف ایک جُنبش کرنی ہے..... یہی ہونا چاہیے
..... یہ یقیناً ممکن ہو گا کہ ہم اس طرح انکو نئی زندگی دے سکیں جنکو
ہم خود اپنے سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں..... جب ہم اُنہیں سب کچھ
دے رہے ہیں تو اُنہیں لیتے ہی بن پڑیگی..... (سہیل کو دیکھنے
کے لئے اپنا سر اٹھاتی ہے) وہ پیچھے گر رہا ہے، وہ مجھ سے دوڑ جا رہا ہے،
(مغلوب المحبت ہو کر وہ اُسے پھر اپنی آغوش میں لے لیتی ہے) مدد!..... نہیں،
یہ بہت زیادہ ہے..... مدد! دوڑو! دوڑو..... آہ نہیں۔ میں جانتی
ہوں، اس سے کام نہیں چلیگا..... جب محبت کا کھٹکا لگا رہتا ہے
تو موت اس طرح نہیں آتی..... نہیں! نہیں! مجھے کسی کا ڈر نہیں ہے۔
نہیں! نہیں! میں اسے نہیں مانونگی..... مگر میں تو مدد کیلئے چیخ رہی ہوں

میں اکیلی نہیں رہ سکتی، میں قریب آتی ہوئی موت کا مقابلہ تنہا نہیں کر سکتی..... اگر کوئی نہیں آیا تو اُس کا انجام فتح پر ہوگا.....
 مدد! مدد!..... تجھے میری امداد کرنی پڑیگی..... زندگی کو میری مدد کرنی پڑیگی ورنہ اب یہ ممکن نہیں اور ہمیں پسا ہونا پڑیگا.....
 (سہیل کے بیجان جسم پر روتی ہوئی گر پڑتی ہے، شہاب اُٹھ اُٹھتا ہے)

شہاب - میں آگیا ہوں، جمال!.....

نرگس جمال - (اُٹھتے ہوئے، گویا اُسکے قریب جانا چاہتی ہے، لیکن سہیل کو اپنی آغوش میں گرجوشی سے لئے ہوئے) اچھا تم ہو..... تو تم آئے ہو..... بالآخر اوراد اور زندگی آگئے..... اسکو دیکھو!..... دیکھو!..... یہ پیچھے گرجا رہا ہے..... میں خود کو تمہارے قدموں میں ڈالتی ہوں..... ہاں، ہاں، تم سب کچھ کر سکتے ہو اور میں نے ہر بات میں تمہیں غور سے دیکھا ہے..... ایسے لمحوں میں جیسا کہ یہ ہے ہر شخص اُس تاریکی کی گہرائیوں میں بھی صاف صاف دیکھ سکتا ہے جس میں سے کہ دُنیا کبھی نہیں گزری..... آہ! میں تم سے التجا کرتی ہوں، مجھے بتاؤ کیا کرنا چاہیئے..... میں اب نرگس جمال نہیں رہی

مجھ میں اب وہ شدتِ مزاج نہیں اور نہ اب وہ تکبر..... میں شکستہ حال اور مُردہ ہوں..... میں تمہارے قدموں میں گھسٹ کر آ رہی ہوں اور اب چُون و چرا کا کوئی سوال نہیں ہے، محبت اور بوسوں یا اور چھوٹی چھوٹی سی باتوں کا کوئی تذکرہ نہیں ہے..... زندگی اور موت ایک دوسرے کے رُوبرو ہیں۔ وہ ہماری آنکھوں کے سامنے محو کشمکش ہیں، انکی علیحدگی ضروری ہے..... تم ایک قدم بھی نہیں سرکتے..... آہ! میں جانتی ہوں تمہیں اس سے کتنی نفرت ہے اور اس بے بس ہستی سے تم کس قدر متنفر ہو..... ہاں، تم بیچ کہتے ہو، یہ سب کچھ ہے جو تم اسے سمجھتے ہو، یہ بُرول ہے، سفلہ ہے، تمہارا دشمن ہے، اور وہ بیس گنا دغا باز ہے، کیونکہ تمہاری رائے میں یہ ایسا ہی ہے..... ہاں! میں تسلیم کرتی ہوں کہ میں نے غلطی کی، میں مُعترف ہوں، اور میں اب اُس سے محبت نہیں کرتی، کیونکہ تمہاری یہی خواہش ہے۔ میں ہر چیز کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ اسکی زندگی بچ جائے..... مگر اسکی جان بچانی ضروری ہے کیونکہ صرف یہی درخورِ اعتنا رہے اور باقی سب کچھ دیوانگی ہے..... لیکن

آؤ، آؤ، آؤ، میں تم سے کہہ رہی ہوں کہ موت فتح پارہی ہے اور اُسے
 بیجا نیگی..... دیکھو! اُسکے ہاتھ نیلے پڑتے جا رہے ہیں اور اُسکی
 آنکھیں بے نور ہوتی جا رہی ہیں۔ آؤ یہ کس قدر وحشت ناک ہے!.....
 شہاب۔ جال! کسی بات سے مت ڈرو۔ اُسکی زندگی میرے ہاتھ
 میں ہے اور اگر تم مجھ سے اُسکے بچانے کی خواہش کرو گی تو میں
 اسے بچا لوں گا.....

رنگس جمال۔ اگر میں تم سے اُسکے بچانے کی خواہش کروں!.....
 مگر کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر تم ہچکچاؤ گے، کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اگر
 اس کی خاطر مجھے..... نہیں، نہیں، میں یہ کہنا چاہتی تھی.....
 میری پریشانی نے میرے اوسان خطا کر دیئے ہیں..... اُس نے
 سانس لینا بند کر دیا ہے، میں اُسکی صدائے قلب بھی نہیں سن
 سکتی..... تم مجھے بچو تساہل پسند نظر آتے ہو..... کیا تم سمجھتے
 ہو کہ کوئی خطرہ نہیں ہے، جلدی کی کوئی ضرورت نہیں ہے؟.....
 میں اب نہیں بولوں گی..... میں تمہارے اُن لمحات کو ضائع کر رہی ہوں
 جو شاید اُسکے بچانے میں صرف ہو رہے ہوتے..... اگر تم خود اُسکی

ادرا د نہیں کرو گے..... اور میں اسکو سمجھ سکتی ہوں، کیونکہ تمہیں اُس سے محبت نہیں ہے..... تو پھر مجھے صرف یہی بتا دو کہ اسکی ادرا د میں کس طرح کر سکتی ہوں، اور میں اسکی انجام دہی کی تدبیر خود کر لوں گی..

..... لیکن میں دیکھ سکتی ہوں، مجھے یقین ہے کہ وہ انتظار نہیں کر سکتا اور ہمیں جلد ہی کرنی چاہیئے.....

شہناز - میں تم سے کہہ چکا ہوں جمال، اسکی زندگی میرے ہاتھ میں ہے اور بغیر میری مرضی کے ختم نہیں ہو سکتی۔ میں نے تمہیں اس سے آگاہ کر دیا تھا۔ زہرا اپنا کام کر رہا ہے۔ میں اُسے دیکھ سکتا ہوں۔ صرف میں ہی اُسے بچا سکتا ہوں، اُسے موت سے چھین سکتا ہوں، اسکی رُو بہ زوال قوت اور اسکی رعنائی کو واپس بلا سکتا ہوں اور پہلی سی حالت میں دوبارہ تمہارے حوالے کر سکتا ہوں۔

نرگس جمال - آہ! میں تم سے التجا کرتی ہوں، یوں وقت نہ گنواؤ۔

..... اگر اسکی زندگی ہمارے اختیار سے نکل جائے تو اسکی رعنائی ہمارے کس کام کی ہو گی؟..... اسے مجھے واپس دیدو، جیسا بھی ہے، جیسا بھی وہ ہو۔ اگر وہ مجھے واپس مل جائے، اگر وہ ضرر سانس

لینے لگے تو پھر بھلا مجھے کس بات کی پرواہ!.....

شہاب۔ ہاں! میں تمہیں اُسے واپس دیدونگا۔ میں دو دفعہ پہلے بھی یہی کر چکا ہوں..... اور ہر دفعہ سچتا یا..... لیکن میں اب پھر آخری دفعہ یہی کرونگا، محض اس لئے کہ تم مجھ سے اسکی سوا لی ہوئی ہو۔ لیکن یہ ایک ایسا ایثار ہے جس کا تمہارے علاوہ مجھ سے اور کوئی متوقع نہیں ہو سکتا تھا۔ اسکو دوبارہ زندگی دیکر میں اپنی جان کو خطرہ میں ڈالونگا۔ اسکی طاقت کو اکسانے کے لئے، اُس کی روح کو واپس بلانے کے لئے، مجھے اپنی طاقت کا ایک حصہ اور اپنی روح کا ایک جزو دینا پڑیگا۔ یہ ممکن ہے کہ وہ مجھ سے میری موجودہ قوت اور روح سے بھی زیادہ حاصل کرے اور میں اُس رقیب کے برابر ہی میں مُردہ ہو کر گر جاؤں جسکو خود میں نے دوبارہ زندگی دی۔ کبھی وہ وقت تھا کہ سڑک کے کنارے پڑے ہوئے کسی اجنبی کی جان بچانے کے لئے بھی میں بلا معاوضہ اپنی جان کو خطرہ میں ڈالنے سے گریز نہیں کرتا تھا مگر اب میں زیادہ محتاط اور ذی فہم ہوں..... چونکہ میں اپنی زندگی پیش کر رہا ہوں اس لئے یہ ایک کھرا سودا ہے کہ

مجھے اسکی قیمت دی جائے، اور وہ بھی پیشگی۔ میں اپنی زندگی اُسے دید ونگا اگر تم صرف اپنی زندگی کے عزیز ترین لمحات مجھے دینے کا وعدہ کر لو۔
نرگس جہاں۔ کس طرح؟..... مجھے کیا کرنا پڑیگا؟.....

شہناز۔ (منہ پھیر کر) آہ! میری غریب اور بھولی بھالی معصوم بچی!..... اور تم، میرے پاکیزہ خیالو! ان گھناؤنے الفاظ سے تم آشنا نہو نا جنکو میری آواز انکی محبوبہ کے گرد بکھیرنے والی ہے..... میں اس آزمائش پر نادم ہوں اور ان الفاظ سے شرمندہ جن کی ادائیگی پر خود کو مجبور پاتا ہوں..... جب تمہیں کل واقعات معلوم ہو جائینگے تو تم میرے قصور کو معاف کر دو گے.....
یہ میں نہیں بول رہا، بلکہ مستقبل، جس سے انسان کو لاعلم رہنا چاہیئے، بے شرم، بے رحم مستقبل جو ایک دن کی حقیقت منکشف کرتا ہے اور کسی کی قسمت کا ایک بُخ دکھاتا ہے تاکہ بقیہ پوشیدہ ہے، اور جسکی خواہش ہے کہ میں یہ معلوم کر لوں آیا تم ہی وہ ہو جسکی اُس نے نشان دہی کی ہے.....

نرگس جہاں۔ تم کیا کہہ رہے ہو؟..... تم کیوں ہچکچاہے ہو؟.....

دُنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے، ہماری دُنیا میں یا دوسری دُنیا میں، جو مجھ سے مانگی جائے میں اُسکے دیدینے پر آمادہ نہ ہو جاؤں۔

شہاب۔ اچھا۔ میں لکھم میں بات نہیں کرونگا۔ وہ شخص جس کو تم دیکھ رہی ہو اور اپنی آغوش میں گر جوشی سے لئے ہوئے ہو موت سے ایسا ہی قریب ہے جیسا کہ گور کے تاریک گڑھے میں ہو.....

ایک جُنُبش اُسے دوبارہ زندگی دے سکتی ہے۔ ایک جُنُبش اُسے موت سے ہم آغوش کر سکتی ہے۔ تو عین اُس لمحہ جبکہ تم "ہاں" کہو گی اور اس سے پیشتر کہ وہ گونج جو اس مرمرب ستھت خردار میں خفتہ ہے بیدار ہو کر تمہارے اقرار کو دہرائے، میں وہ جُنُبش خاص کرونگا جو اُس شخص کو تاریکی کے چنگل سے چھین لیگی، بٹ طریقہ تم آج رات کو آنے کا وعدہ کرو، یہاں، اس کمرہ میں جس میں کہ میں اُسے دوبارہ تمہارے حوالہ کرونگا، اسی پلنگ پر جب پخود اس وقت تم جھکی ہوئی ہو، اور خود کو میرے حوالے کر دو، بغیر کسی شرم کے بغیر جھک کے.....

نرس جال۔ میں؟..... خود کو تمہارے حوالہ کر دوں؟

شہاب - ہاں۔

نرگس جمال - میں؟ خود کو تمہارے حوالے کروں، جب وہ میرے حوالے کر دیا جائیگا؟.....

شہاب - تاکہ وہ تمہارے حوالے کر دیا جائے۔

نرگس جمال - نہیں، میں نہیں سمجھی..... اس میں کچھ الفاظ ایسے ہیں، یقیناً، جنکو میں سمجھ نہیں سکی..... نہیں یہ ممکن نہیں کہ ایک ایسا شخص جو جہنم کا سربراہ اور وہ نہ ہو اس طرح آئے، ایسے لمحہ میں کہ غمِ مجتبت یہ نہ جانتا ہو کہ کس کی اُمید رکھے اور کیا کرے..... نہیں میں نے تمہیں پہچاننے میں غلطی کی اور تمہیں تکلیف پہنچا رہی ہوں..... تمہیں میرے ساتھ درگزر سے کام لینا چاہیے۔ میں ایک دوشیزہ ہوں، میں لاعلم محض ہوں، میں بالکل نہیں جانتی کہ اُن الفاظ کا کیا مطلب ہے..... مگر ہاں اب میں سمجھ گئی..... ہاں، تم ٹھیک کہتے ہو..... ہاں، ہاں۔ تمہارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مجھے بھی اس خطرہ میں حصہ لینا چاہیے اور یہ کوئی بیجا مطالبہ نہیں ہے، اور یہ کہ میری زندگی ایک لمحہ کھلنے تمہاری زندگی میں

شامل کر دی جائے تاکہ اُس دوسری زندگی کی تخلیق ہو جو اسے زندہ کر دیگی..... لیکن مجھے اُس حصہ کی ضرورت ہے، مجھے اُس کی ضرورت اپنے لئے ہے، مجھے اُس کل کی ضرورت ہے، بڑے سے بڑے حصہ کی، اور مجھے کبھی اس کی امید نہیں ہوئی کہ وہ مجھے دیا جاسکیگا.....

شہناپ - جمال، وقت تنگ ہو رہا ہے..... قیاس آرتیاں چھوڑو۔ تم جانتی ہو میرا مطالبہ کیا ہے، اور اس لفظ کے معنی وہ ہیں جن پر کہ تم یقین کرنیکی ہمت نہیں کر سکتیں.....

نرگس جمال - تو عین اُس لمحہ جبکہ وہ میرے پاس دوبارہ آئیگا، جب میں اُسے اپنی آغوش میں ایک بار پھر سانس لینا پاؤں اور اُس محبت پر سکراتا دیکھوں جسے اُس نے دوبارہ پایا ہو، عین اُس لمحہ مجھے اُس سے وہ سب کچھ چھین لینا پڑیگا جو میں نے اُسے دیا ہے..... مگر جب تم ہم سے ہر چیزے لوگے تو پھر اُسکے لئے کیا باقی رہ جائیگا۔ اور جب وہ مجھے بوسہ دیکھا تو پھر بھلا میں اُس سے کیا کہوں گی؟.....

شہاب۔ اگر تم اُسکی مسرت کی متنی ہو تو اُس سے کچھ بھی نہیں کہو گی.....
 نرگس جلال۔ لیکن مجھے تو اُس سے سب کچھ کہنا پڑیگا، کیونکہ میں اُس سے
 محبت کرتی ہوں..... نہیں، نہیں، میں صاف صاف دیکھ رہی ہوں
 اس کو جو ممکن نہیں، جس کا کوئی وجود نہیں، اور ان کے تدارک کے
 لئے دیوتاؤں یا عفریتوں کا ہونا ضروری ہے، ورنہ مجھے کوئی وجہ
 نظر نہیں آتی کہ کوئی جینے کی آرزو کیوں کرے..... مجھے اُن پر اعتماد
 ہے اور مجھے تم پر اعتماد ہے..... یہ سب کچھ ایک آزمائش تھی اور
 حقیقتاً ایسا نہیں ہو سکتا..... مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری
 بدخواہ نظروں میں ابھی سے کمی آچلی ہے..... دیکھو میں تم سے التجا
 کر رہی ہوں، میں تمہارے قدموں پر گر رہی ہوں اور تمہارے ہاتھ
 کو چوم رہی ہوں..... میں تم سے اعترافِ مکمل کرونگی..... میں
 تم سے محبت نہیں کرتی تھی، تم اُس سے بیحد نفرت کرتے تھے لیکن
 میں نے کبھی یقین نہیں کیا کہ تم نامنصف اور ناقابلِ محبت ہو.....
 جب تم یہاں آئے تھے تو میں ہچکچاتی نہیں تھی، میں تمہارے پاس
 آتی تھی، میں نے تم سے التجا کی تھی کہ اُس فردِ واحد کو موت چھین لو

جس سے مجھے محبت ہے، اور یہ بھی مجھے معلوم تھا کہ تم مجھ سے محبت کرتے ہو..... مگر مجھے نہیں معلوم کیوں، میری جبلت نے مجھے بتایا کہ تم دریا دل ہو اور وہ کام کر دو گے جو کہ میں تمہارے لئے کر دیتی، جو یہ خود تمہارے لئے کر دیتا، اور جب تم وہ کام کر دیتے جو ہم تمہاری خاطر کر دیتے تو تم ہمارے دلوں میں محبت کا ایک حصہ حاصل کر لو گے، جو سب سے کم اچھا حصہ نہیں ہوگا، نہ سب سے کم عمدہ نہ سب سے جلدی فنا ہونے والا.....

شہاب۔ ہاں، میں جانتا ہوں۔ جب میں اُسے اسکی زندگی واپس دید ونگا، اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر، تو وہ اُن بوسوں، اُن لبوں اور اُن آنکھوں، اُن دنوں اور اُن راتوں، سب، غرض وہ سب کچھ حاصل کر لیا جس سے محبت کی برخود غلط اور سریع الزوال مسرت عبارت ہے..... لیکن میں، میں اس سے کہیں بہتر چیز حاصل کرونگا، اور بعض اوقات، اتفاق سے، گزرتے ہوئے، مجھے ایک سکر ایٹ مرحمت ہوگی، جو فنا نہیں ہوگی، بش طلیکہ کسیر مطالبہ سے میں مُجتنب رہوں..... نہیں، جمال، میری سی عمر میں ہم

اس نوع کی نظر فریبیوں سے مطمئن نہیں ہوا کرتے اور نہ اس دہوکہ دینے والی تلچھٹ سے۔ دلیرانہ دروغ بافیوں کی ساعت میرے لئے گزر چکی ہے۔ میں وہ حاصل کرنا چاہتا ہوں جو وہ حاصل کر لگا۔ مجھے تمہارے تبسم کی پرواہ نہیں ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہ ناممکن ہے۔ میں تم کو حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ میں مطلقاً تم ہی کو حاصل کرنا چاہتا ہوں، خواہ ایک ہی لمحہ کیلئے کیوں نہ ہو۔ لیکن وہ لمحہ میں لو لنگا، اُسے وہ لمحہ مجھے دینا پڑ لگا..... (سہیل کے قریب آئے ہوئے) اسکی طرف دیکھو، جمال، اسکے خدو خال مسخ ہو رہے ہیں، ہم نے بہت دیر کر دی ہے، اور خطرہ ہرگز گزرتے ہوئے لمحہ کے ساتھ بڑھ رہا ہے..... کیا تم آؤ گی؟.....

نرگس جمال۔ (چاروں طرف ایک گھرائی ہوتی نظر ڈال کر) کوئی چیز نہیں پھٹتی، کوئی چیز نہیں گرتی اور میں دُنیا میں اکیلی ہوں!.....

شہاب۔ (سہیل کے جسم کو چھو کر) خطرہ ناگوار صورت اختیار کر رہا ہے..... مجھے علامات معلوم ہیں.....

نرگس جمال۔ اچھا، اچھا، تو ہاں، میں آؤ گی!..... میں آج رات کو

آؤنگی..... میں آج شام کو آؤنگی..... مگر پہلے اسے بچاؤ، پہلے اسے زندہ کرو..... دیکھو اسکی آنکھوں میں گڑھے پڑتے جا رہے ہیں اور اس کے لب اپنا رنگ کھو رہے ہیں، اور میں یہاں کھڑی اسکی زندگی کا سودا چکا رہی ہوں، گو یا یہ بھی ایک سوال ہے کسی.....

شہناپ۔ وہ تمہارے حوالے کر دیا جائیگا۔ لیکن یاد رکھو جمال، اگر تم اپنے وعدہ پر قائم نہ رہیں تو وہ ہاتھ جو اسکو صحت یاب کریگا سفاکی سے اُسے موت کے گھاٹ اتار دیکگا.....

نرگس جمال۔ لیکن میں اپنے وعدہ پر قائم رہوں گی اور اسپر قائم رہنے کے لئے دوزانو ہو کر دُنیا کے دوسرے سرے تک جانے کیلئے تیار ہوں..... آہ، میں آؤنگی، میں تم سے کہہ رہی ہوں، میں خود کو مُطلقاً تمہیں دیتی ہوں اور میں کلینتاً تمہاری ہوں.....

تم اور کیا چاہتے ہو؟..... میرے پاس اور کچھ باقی نہیں ہے.....

شہناپ۔ بس ٹھیک ہے۔ میں نے تم سے وعدہ لیا ہے، میں اب اپنا وعدہ پورا کر دینگا..... (منہ پھیر کر ہسپتال کو اپنی آغوش میں لیتے ہوئے) مجھے معاف کرو، میرے بچے، اپنی قسمت کے لئے، جو اس

افزیت کی مقتضی ہے..... (وہ سہیل کے اوپر جھکتا ہے اور اُسکی آنکھوں اور لبوں پر ایک طویل بوسہ دیتا ہے۔ پھر یہ آواز بلند گویا ہوتا ہے)..... دیکھو، وہ بے نور علاقوں سے واپس آرہا ہے..... اسے زندگی واپس مل گئی ہے لیکن وہ تمہاری مشتاق آغوش ہی میں جاگے گا۔ اب میں تمہیں تمہارے کام پر چھوڑتا ہوں۔ اپنا وعدہ یاد رکھنا..... (شہاب چلا جاتا ہے۔ نرگس جمال نے سہیل کو اپنی آغوش میں لے لیا ہے اور گہرا گہرا کراؤ سے دیکھ رہی ہے۔ اس کے محبوب کی آنکھیں جلدی ہی کھل جاتی ہیں اور اُس کے ہاتھ اضمحلال سے ہلتے ہیں۔)

نرگس جمال سہیل!..... اُسکی آنکھیں کھلی ہیں اور پھر بند ہو گئیں۔ میں نے اُن کے کبود میں روشنی کو نہانے دیکھا ہے اور یہ ہیں اس کے ہاتھ جو میرے ہاتھوں کے مُتلاشی نظر آتے ہیں..... یہ ہیں میرے ہاتھ، سہیل، یہ رہے، تمہارے اپنے ہاتھوں میں جو اب مُنجد نہیں ہیں..... وہ انہیں چھوڑتے نہیں، مبادا کہ انہیں کھو بیٹھیں؛ پھر بھی میں تمہارے کنارے کو سہارا دینا چاہتی ہوں اور تمہاری گردن کو، جو میرے سینہ پر ڈھلکی جا رہی ہے، اپنے گلے لگانا چاہتی

ہوں..... آہا! سب اچھی چیزیں واپس آ رہی ہیں اور کٹھی واپس آ رہی ہیں..... میں اسکے دل کو دھڑکنے سن رہی ہوں، میں اس کے تنفس میں سانس لے رہی ہوں، اُس نے مجھ سے سب کچھ چھین لیا تھا مگر انہوں نے سب کچھ پھیر دیا..... میری سُنو، سہیل۔ میں تمہیں دیکھنا چاہتی ہوں، میں تمہارا چہرہ تلاش کر رہی ہوں، اپنی پیشانی کو میرے بالوں میں مت چھپاؤ جو تمہاری محبت میں گرفتار ہیں، میری آنکھیں ان سے بھی زیادہ تمہاری محبت میں بہا رہی ہیں اور وہ بھی اپنے حصہ کا مطالبہ کر رہی ہیں..... (سہیل اپنا سر ذرا بلند کرتا ہے) آہ! اس نے میری آواز سن لی ہے اور میرا کہا مان لیا ہے..... وہ یہاں ہے، وہ یہاں ہے، اب اس میں کوئی شک و شبہ نہیں، وہ یہاں ہے، میرے سامنے، زندگی سے بھی زیادہ جیتنا چاہتا..... وہ میرے سامنے ہے، اور صبح کی گُلناری اور بیداری کی گُلناری نے اسکے رخساروں میں رنگ بھر دیا ہے اور چہرہ پر مسکراہٹ کا پُر نور غازہ پھیر دیا ہے۔ وہ مسکرا رہا ہے گویا اُس نے مجھے دیکھ لیا ہے..... آہ! دیوتا بچد مہربان ہیں..... وہ

انسانوں پر ترس کھاتے ہیں..... آسمانوں سے رحم برستا ہے،
 وہاں محبت کے دیوتا ہیں۔ وہاں زندگی کے دیوتا ہیں..... ہمیں
 اُن کا شکر گزار ہونا چاہیے اور باہم محبت کرنی چاہیے کیونکہ
 وہ بھی محبت کرتے ہیں..... آؤ، آؤ، آؤ میری آغوش میں۔ تمہاری
 آنکھیں اب بھی مجھے تلاش کر رہی ہیں لیکن تمہارے لبوں نے
 مجھے پایا ہے، بالآخر وہ میرے لبوں کو آواز دینے کیلئے واہو
 رہے ہیں اور میرے لب یہ رہے، محبت سے بھرے ہوئے....
 (ایک وقفہ۔ وہ اُسے طویل اور پُر شوق بوسہ دیتی ہے)

سہیل۔ (ہوش میں آکر) جمال!.....

نرگس جمال۔ ہاں، ہاں، میں ہوں، میں ہوں، میری طرف دیکھو
 دیکھو!..... یہ ہیں میرے ہاتھ، میری جبیں، میرے بال، میرے
 شانے..... اور یہ ہیں میرے بوسے، جنہیں تم پہنچاتے ہو.....
 سہیل۔ ہاں، تم ہو، حقیقتاً تم ہی ہو، تم ہو اور روشنی.....
 اور پھر یہ کمرہ جسے میں نے پہلے بھی دیکھا ہے..... ذرا ٹھہرو.....
 مجھے کیا ہو گیا تھا؟..... مجھے یاد آگیا، یاد آگیا..... میں وہاں لیٹا

ہوا تھا، وہاں، مجھے یاد نہیں کہاں، بڑے بڑے دروازوں کے سامنے جنکو کوئی کھولنے کی کوشش کر رہا تھا..... میں دفن کیا جا چکا تھا اور سرد پڑتا جا رہا تھا..... اور پھر میں نے تمہیں آواز دی..... یہ سلسلہ صدائیں تمہیں دینا رہا اور تم نہیں آئیں، نرگس جمال۔ لیکن میں آتو گئی تھی، میں وہاں تھی، میں وہیں تھی..... سہیل۔ نہیں، تم وہاں نہیں تھیں..... مجھ پر برف جیسی ٹھنڈک نے غلبہ پالیا تھا، مجھے ظلمت نے گھیر لیا تھا اور میں اپنی زندگی ضائع کر رہا تھا..... مگر اب تم ہو..... ہاں، ہاں، میری آنکھیں تمہیں دیکھ رہی ہیں، تاریکی سے نکلتے ہی یکایک انہوں نے تمہیں دیکھا..... چکا چونڈ پیدا کرنے والی روشنی سے اگرچہ وہ خوف ہیں تاہم وہ تم ہو جسے وہ دیکھ رہی ہیں، میں قبر کے تاریک گڑبے سے نکل کر مسرت کی دھوپ میں سے ہوتا ہوا محبت کی آغوش میں جا رہا ہوں۔ یہ اُسے ناممکن نظر آتا ہے جو اتنی دُور سے آ رہا ہے..... میں تمہیں چھوؤں گا، تمہارے ہاتھوں کے محبت آمیز لمس مضبوطی سے گرفت میں لوں گا، تمہاری آنکھوں کی تنہویر میں نہاؤں گا

اور تمہارے اُن بالوں کے طلائے ناب کو حاصل کرونگا جو دن کی روشنی کی گواہی دے رہے ہیں..... آہ! تم کبھی یقین نہیں کر سکتیں کہ موت سے ہمکنار ہستی کس شدت سے محبت کرتی ہے، اور نہ یہ سمجھ سکتی ہو کہ اب جبکہ میں نے تمہیں کھو کر دوبارہ پایا ہے تم سے میں کس نوع کی محبت کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں.....

نرگس جمال۔ میں بھی، میں بھی،.....

سہیل۔ اور نہ اُس مسرت کا اندازہ کر سکتی ہو جو ایسے بازوؤں کی گرفت میں دوبارہ واپس آنے پر حاصل ہوتی ہے جو کہ اب بھی سیلئے کانپ رہے ہوں کہ مایوس ہو چکے تھے..... کیا تم اپنے ارتعاش کو محسوس کر سکتی ہو اور میری پریشانی لرزش کو بھی؟..... وہ تلاش کر رہی ہیں اور باہم الجھ رہی ہیں، اُنہیں خطرہ ہے کہ کہیں ایک دوسرے کو کھو نہ بیٹھیں، اُن میں سلجھنے کی اب ہمت باقی نہیں رہی ہے..... وہ اب اطاعت نہیں کرتیں، اُنہیں نہیں معلوم کہ ان سے ہمیں تکلیف پہنچ رہی ہے اور اپنی اندھا دُھند سرشاری میں ممکن ہے کہ ہمیں گھوٹ ڈالیں..... آہ!

انہیں بالآخر ایک تن سوزاں کو گرفت میں لینے کی قدر و قیمت معلوم ہو ہی گئی۔ اور یہ جان لینے کے لئے کہ زندگی کیا ہے اور محبت کی حقیقت کیا ہے کون ہے جو اپنی جان نہ دیدیگا؟.....

نرگس جمال۔ ہاں، ہر شخص موت قبول کر لیگا.....

سہیل۔ یہ عجیب بات ہے کہ جب میں وہاں تھا، منہجہ علاقہ میں، تو ایک ایسا شخص میرے قریب آیا تھا جب کو، مجھے خیال ہوا، میں پہچانتا تھا.....

نرگس جمال۔ وہ شخص یہ تھا.....

سہیل۔ کون؟.....

نرگس جمال۔ اس جزیرے کا حاکم۔

سہیل۔ وہ..... مگر وہ تو مجھ سے نفرت کرتا تھا.....

نرگس جمال۔ وہ وہی تھا.....

سہیل۔ میرے دل کو تو یہ بات لگتی نہیں..... تو کیا پھر اسی نے

مجھے دوبارہ محبت دی، زندگی دی؟..... کیا وہ مجھے اُس کے حوالے کرنے پر آمادہ تھا جو مجھ سے محبت کرتی تھی اور جسکی محبت کا

وہ وہ خود بھرتا تھا؟.....

نرگس جمال - ہاں۔

سہیل - مگر اُس نے یہ ایسا کیوں کیا؟.....

نرگس جمال - میں اُسکی اتنا برابر اُس وقت تک کرتی رہی جب تک

وہ راضی نہ ہو گیا۔

سہیل - کیا اُس نے تامل کیا تھا؟

نرگس جمال - ہاں۔

سہیل - کیوں؟

نرگس جمال - وہ کہہ رہا تھا کہ تمہاری زندگی بچانے میں وہ اپنی

زندگی کو خطرہ میں ڈال رہا تھا۔

سہیل - کسی چیز نے اُسکو اس پر مجبور نہیں کیا..... اور پھر بالکل

سیدھے سبھاؤ اُس نے اُسی شخص کو دوبارہ زندگی دیدی جو

اُس محبت کی تمام اُمیدوں پر پانی پھیر رہا ہے جو اُسکی نشاۃِ زندگی

کا سبب بنتی؟.....

نرگس جمال - ہاں۔

سہیل - اور رحم، ترس، فیاضی، بغیر کسی سے کوئی درخواست
کئے؟.....

نرگس جمال - ہاں۔

سہیل - آہ! ہم نا انصافی سے کام لے رہے تھے، اور ہمارے بدترین
دشمن بھی ہمارے یقین سے بہتر ہوتے ہیں۔ منافرت کے دل میں
بھی شرافت اور محبت کے خزلے ہوتے ہیں..... اور یہ کارنامہ
جو اُس نے کیا ہے!..... ہمیں مجھے یقین نہیں کہ میں ایسا کر سکتا۔
اور مجھے اُس کا سان گمان بھی نہیں تھا کہ وہ غریب ضعیف انسان
..... لیکن کیا یہ حد درجہ قابل ستائش نہیں ہے، جمال، اور کیا یہ
نہایت دلیرانہ نہیں؟.....

نرگس جمال - ہاں۔

سہیل - وہ کہاں ہے؟ ہمیں چلکر اُس کے قدموں پر گرنا چاہیے۔
اپنی غلطیوں کا اقرار کرنا چاہیے، اور اُس نا منصفی کو دہو ڈالنا
چاہیے جس کے مرتکب ہم اُسکی عدم محبت میں ہوئے تھے.....
اُس کا حصہ اُسے ملنا چاہیے اور اُس انبساط کا بہترین حصہ جو

اُس نے ہمیں واپس دی ہے..... وہ مستحق ہے ہمارے دلوں کا،
ہماری مسرت، ہماری مسکراہٹوں اور ہماری محبت کے آنسوؤں
کا، غرض اُس سب کچھ کا جو کہ کوئی دے سکتا ہے اُنکو جو کہ سب
کچھ دیدیتے ہیں.....

نرگسِ جمال - ہم چلیں گے - ہم چلیں گے.....

سُہیل - جمال، کیا معاملہ ہے؟..... تم میری کسی بات کا جواب
نہیں دیتیں..... میں نہیں جانتا آیا ابھی تک میرے حواس اُس
رات کی قوت سے مغلوب ہیں یا نہیں جس سے میں چھٹکارہ پار ہا
ہوں، لیکن میں تمہارے الفاظ اور تمہاری حرکات سے کوئی نتیجہ
اخذ نہیں کر سکتا..... تم متلاشی نظر آتی ہو، مُشتبہ بُتلائے
خواب..... اور میں جو اس قدر محبت اور مسرت آمیزی سے
تمہارے پاس واپس آیا ہوں، ان ہر دو کی بجد کی پاتا ہوں،
تمہاری آنکھوں میں جو مجھ سے چھپ رہی ہیں، تمہارے ہاتھوں
میں جو مجھے بھول رہے ہیں..... تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ مجھے
دوبارہ کبوں بلایا اور کیوں مکرر زندگی دی جبکہ اپنی عدم موجودگی

میں میں اُسے کھوچکا ہوں جس سے مجھے محبت ہے؟.....
 نرگسِ جمال۔ آہ! نہیں، نہیں، سہیل، تم نے مجھے نہیں
 کھویا ہے.....

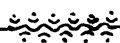
سہیل۔ تمہاری آواز ایک سکر ایٹ تلاش کرتی ہے لیکن ایک
 سبکی اُسے ملتی ہے.....

نرگسِ جمال۔ ہاں، میں سکرانا چاہتی تھی اور اب میں سکر رہی
 ہوں..... مگر متعجب نہ ہو۔ میں نے اتنی طویل مدت تک اور اس
 شدت سے گریہ و زاری کی ہے کہ باوجود دبانے کے بھی آنسو
 اُبل آتے ہیں..... مسرت اس قدر دور تھی کہ پہلے بوسہ کے ساتھ
 واپس نہ آسکی..... اس کو میرے دل میں اعتماد دوبارہ حاصل
 کرنے کے لئے کثیر بوسوں کی ضرورت ہوگی، اور میں اپنی مسرت
 کے قلب میں بھی غمرہ سی ہوں۔

سہیل۔ آہ، میری غریب جمال!..... کیا تمہارے گہرے سکوت
 کا یہ مطلب ہے؟..... اور میں آپ ہی آپ ایک بیوقوف بچہ
 کی طرح گڑھ رہا تھا..... میں صرف اپنا ہی خیال کر رہا ہوں، میں

زندگی کے خُمار میں مبتلا ہوں اور کچھ نہیں سمجھ سکتا..... میں اس بات کو نظر انداز کر رہا تھا کہ اگر میں تمہارے بجائے ہوتا تو ہمت ہار بیٹھتا..... یہ سچ ہے، تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ درحقیقت میں نہیں بلکہ تم موت کے چنگل سے چھوٹی ہو، اور جب دو ہستیاں ہماری طرح محبت کرتی ہیں تو وہ جو نہیں مرنے کی حقیقت وہی موت سے ہم آغوش ہوتی ہے..... اپنے آنسوؤں کو مت چھپاؤ..... میں محسوس کرتا ہوں کہ تم جس قدر غمزدہ نظر آتی ہو اُسی قدر مجھ سے محبت کرتی ہو..... اب یہ میرا فرض ہے کہ تمہاری محافظت کروں، اب یہ میرا فرض ہے کہ تمہاری روح کو واپس بلاؤں، ہتھکڑیاں بھونچ کر ہاتھوں کو گرم کروں، تمہارے لبوں کا نعائیب کروں اور تمہیں اُس مسرت کے قلب میں واپس لاؤں جسے ہم نے کھو دیا تھا..... ہم وہاں جلد پہنچ جائیں گے کیونکہ محبت ہماری رہنما ہے..... وہ ہر چیز پر فتح پاتی ہے جب اُسے ایسے دودل نبھاتے ہیں جو خود کو بے خوف و خطر اور بغیر کسی حجاب کے اس کے حوالے کر دیتے ہیں..... تو باقی سب کچھ کوئی حقیقت نہیں رکھتا،

باقی سب کچھ بھلا دیا جاتا ہے، باقی سب کچھ محبت کے لئے راستہ
 چھوڑ کر ہٹ جاتا ہے.....
 نرگس جمال۔ (نظر جا کر اپنے سامنے گھورتے ہوئے) باقی سب کچھ محبت
 کے لئے راستہ چھوڑ کر ہٹ جاتا ہے.....



مجانوس

مجاہد پنجم

منظر اول

مقام - محل کی ایک بارہ دری۔

(شہاب اور سہیل داخل ہوتے ہیں)

سہیل - ابا جان!..... تو یہ سچ ہے کہ آپ میرے والد ہیں.....
 اور جب سے آپ نے مجھے یہ بتایا ہے مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے
 کہ میں اپنے دور اندیش دل میں آپ کو سداسے جانتا ہوں.....
 (قرب آتے ہوئے) لیکن یہ کس قدر عجیب و غریب بات ہے!.....
 میں پھر آپ کو اُسی طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح بچپن کے کھیلوں میں آپ کو
 میں نے دیکھا تھا۔ اور جب میں آپ کو دیکھتا ہوں تو میں خود کو ان
 آئینوں سے زیادہ سنجیدہ، زیادہ شریفانہ اور زیادہ طاقتور
 آئینہ میں دیکھتا ہوں جو میرے خدوخال کو اس بارہ دری میں

منعکس کر رہے ہیں..... مگر جال کیا کہیگی؟..... جب وہ اپنے بے بنیاد
 خطرات کو یاد کرے گی تو کیسی کیسی ہنسی کیونکہ وہ تو یہ سمجھتی تھی کہ.....
 نہیں، وہ خود آپ کو بتائیگی کہ وہ کیا سمجھتی تھی تاکہ موہوم خطروں کی
 اُسے سزا مل جائے..... وہ آپ سے نفرت کرتی تھی مگر ایسی
 ملائم نفرت جو سکرار سی رہی ہو، گویا محبت کی شعاعوں سے عقرب
 آمیز ہونے والی ہے..... لیکن وہ ہے کہاں چھپی ہوئی؟ میں تقریباً
 دو گھنٹے سے اُسے بے فائدہ ڈھونڈتا پھر رہا ہوں..... کیا آپ نے
 اُسے دیکھا ہے؟ مجھے اُس سے فوراً ہی اُس بے پایاں مسرت کا
 تذکرہ کرنا ہے جو آج کی شام ہمارے لئے لائی ہے.....

شہزاد۔ ابھی نہیں، دن کے اختتام تک مجھے اُسکی نظروں
 میں وہی بے رحم غاصب رہنا ہے جسے وہ اپنے دل میں کوستی
 ہے..... میرے غریب پیارے بچے!..... میں نے تمہاری
 لائق احترام محبت کو کیسی کیسی اذیت پہنچائی ہے!..... لیکن
 میں تم سے ان اذیتوں کی وجہ بیان کر ہی چکا ہوں..... تم کو
 مبتلائے غم کرنے میں میں قسمت کا آلہ کار بنا ہوا تھا اور ایک ایسی

ہستی کی مرضی کا نالائق غلام، جس کا علم مجھے نہیں ہے، جس کا مطالبہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ خفیف سے خفیف مسرت بھی آنسوؤں سے گھری ہوئی ہوئی چاہیے..... میں نے تو بلکہ اُن آنسوؤں کو جو دم و نوب کی قسمتوں کے درمیان حالتِ تذبذب میں حائل تھے دائرۂ وجود میں لانے کے لئے عجلت کی ہے تاکہ مسرت اور بھی جلدی لاسکوں۔..... تمہیں ایک نہ ایک دن معلوم ہو جائیگا کہ کس قوت سے، ایسی قوت جس میں ساحرانہ یا مافوق الفطرت خصوصیت کوئی نہیں ہے لیکن اس کے باوجود بھی انسانی زندگیوں کی ہنہ میں خفتہ ہوتی ہے، میں بعض اوقات خاص خاص عجوبہ کاریوں اور شکلوں کا مظاہرہ کر سکتا ہوں جنہوں نے تمہیں بھٹکا دیا تمہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ مجھے، اگرچہ یہ بیکار سی چیز ہے، مستقبل بینی میں بھی اور لوگوں سے زیادہ درگ ہے..... اور اس طرح میں نے تمہیں دیکھا، ایک دوسرے کی تلاش میں سرگرداں، بے مثل محبت کی تلاش میں، شاید اُن سب کے مکمل تریں جو کہ اُن دو یا تین صدیوں کے سائبہ میں پوشیدہ ہیں جن پر میری نظریں پھر چکی

ہیں..... تم ایک دوسرے سے بے شمار مصائب و آلام و بادیہ گزری کے بعد ملتے مگر اس اتصال کو، میرے بچے، محض تنہا رہی وجہ سے مُعْجَل کیا گیا ورنہ محبت کی عدم موجودگی میں موت تنہا رہا مطلبہ کمر رہی تھی..... اور دوسری طرف نرگس جہاں کیلئے اس محبتِ معینہ کی کوئی علامت نہیں تھی، سوائے چند منتشر اور غیر مطمئن نکات کے اور ان آزمائشوں کے جن میں اُسے پورا اترنا تھا۔ میں نے رسی لئے ان مجوزہ آزمائشوں میں جلدی کی۔ یہ سب تکلیف دہ تھیں، مگر ناگزیر۔ آخری فیصلہ کُن اور زیادہ خطرناک ہوگی.....

سُہیل۔ خطرناک؟..... آپ کا اس سے کیا مطلب ہے؟..... یہ جہاں یا اوروں کیلئے تو خطرناک نہ ہوگی؟.....

شہاب۔ جہاں کیلئے یہ خطرناک ثابت نہیں ہوگی لیکن آخری دفعہ اس سے تمہاری وہ محبتِ منقسمہ معرضِ خطر میں پڑ جائیگی جس سے تمہاری زندگی وابستہ ہے..... یہی وجہ ہے کہ باوصف ہر چیز کے میری خود اعتمادی کے، میری مستقبل بینی کے، اور میرے یقین کے بھی، میں خائف ہوں، جوں جوں فیصلہ کُن ساعت قریب آتی جاتی ہے۔

میرا تشنچ بڑھتا جانا ہے.....

سہیل۔ اگر جمال پر فیصلہ موقوف ہے تو محبت کو کسی بات کا خطرہ نہیں..... آئیے، تذبذب میں مت پڑیے۔ جمال ہمیشہ مسرت کی لازوال سوت رہا سگی..... مگر میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ مستقبل کو جانتے ہوئے آپ جمال کو قبل از وقت فحتمذ نہیں دیکھ سکتے؟.....

شہناز۔ یہاں آنے سے پہلے میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ جمال اُس مستقبل کو بدل سکتی ہے جو اُسکے روبرو ہے..... وہ ایک ایسی قوت رکھتی ہے جو میں نے سوائے اُس کے اور کسی میں نہیں دیکھی۔ یہی وجہ ہے کہ میں نہیں معلوم کر سکتا آیا وہ شاندار فتح جس کی اُمید تمہاری محبت کو ہے کچھ سا تبہ اور آنسوؤں سے ہمکنار ہوگی یا نہیں.....

سہیل۔ آپ کا کیا مطلب ہے؟..... آپ پریشان نظر آتے ہیں..... آپ مجھ سے کیا چھپا رہے ہیں؟..... آپ یہ کیسے یقین کر سکتے ہیں کہ جمال کبھی بھی ایک آنسو یا کسی سا تبہ کا سبب بنیگی؟..... جمال میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہ اذیت بھی جو وہ پہنچا سکی

بے ضرر ہوگی۔ اس میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو صحت، مسرت اور
محبت پر منتج نہ ہوتی ہو..... آہ! میں کس قدر وضاحت سے دیکھ
رہا ہوں کہ اس فتحِ مجسم سے، اُس دائمی صبح سے جو اُسکی آواز،
اُسکی آنکھوں اور اس کے دل میں سمائی ہوئی ہے، آپ کو قطعاً آکاہی
ہیں ہے..... یہ جاننے کے لئے کہ اُمید کے کتنے خزانے، یقین
کے کتنے، آبشارِ صادر ہوتے ہیں اُس چھوٹے سے چھوٹے لفظ
سے جو اسکے لبوں سے سرگوشی کرتا ہے، اُس خفیف سی خفیف
مکراہٹ سے جو اسکے چہرہ پر رقص کرتی ہے، یہ جاننے کے
لئے ضروری ہے کہ جمال کو اپنی آغوش میں لیا ہو..... مگر میں اس
فتحِ مستطور کو اور بھی طول دے رہا ہوں، جا بیے، آبا جان، آپ جلیے۔
..... میں یہیں رہونگا، انتظار کرونگا، میں مسرت آگیاں لمحوں کو گزرتا
دیکھونگا، یہاں تک کہ میری جمالِ مسرت کی ایک پُر زور چیخ سے
مجھے کہہ سناؤں کہ محبت نے قسمت کا فیصلہ پورا کیا.....
(شہابِ ہیل کو گلے لگا کر آہستہ آہستہ چلا جاتا ہے)

منظرِ دوم

(مقام۔ وہی کمرہ جو کہ مجلسِ چہارم میں تھا۔ چاند اپنی نیلی روشنی سے

منور کر رہا ہے۔ دائیں طرف شہابِ بڑے مہر میں پلنگ پر بیٹھا ہے

روحی پلنگ کے سرہانے چبوترے کی سیڑھیوں پر سرنگوں ہے۔)

شہاب۔ روحی، گھڑیاں بج رہا ہے اور جہاں آ رہی ہوگی..... میں نے

اپنی بیکار زندگی قربان کر دی ہے، لیکن اسکے باوجود بھی میں نہیں

چاہتا کہ اگر ممکن ہو سکے تو میری موت اُس ولدِ دوز و معصومِ محبت

کو غمِ آشنا نہ کرے جس کی مثال دُنیا نے آج تک نہیں دیکھی۔

..... مگر تم کانپ رہی ہو، تم رو رہی ہو، تم مجھ سے اپنے آنسوؤں

سے متورم نہ نکلیں چھپا رہی ہو..... تم کیا دیکھ رہی ہو میری بچی

جس سے تم اس درجہ خائف ہو.....

روحی۔ آقا! میں تم سے التجا کرتی ہوں کہ اس آزمائش سے دست بردار

ہو جاؤ۔ ابھی وقت باقی ہے..... میری آنکھیں اُس کُہر میں سے نہیں
 دیکھ سکتیں جو انہیں گھیرے ہوئے ہے..... ممکن ہے کہ وہ مُہلک
 ثابت ہو، میں اُسے دیکھ رہی ہوں، میں اُسے محسوس کر رہی ہوں۔
 اور اتفاق نے ہم دونوں کی زندگیوں کو ایک بے بصارت و بُتلائے
 محبت و دشمنیہ کے حوالے کر دیا ہے..... میں مرنا نہیں چاہتی.....
 نکاسی کی اور بھی صورتیں ہیں..... میں نے ہمیشہ تمہاری طاعت
 اس طرح کی ہے جس طرح کہ خود تمہارا خیال تمہارا مُطیع ہے.....
 مگر آج میں خوفزدہ ہوں اور تمہاری پیروی آئندہ نہیں کر سکتی
 تم خوب جانتے ہو کہ میری موت تمہاری موت کی صدا ہے
 بازگشت ہے..... اسکو چھوڑ دو۔ ہم مستقبل میں کہیں اور نظر
 دوڑائیگے اور ہم اب بھی خطرہ سے بچ سکتے ہیں.....
 شہاب۔ میں آخری آزمائش کو نہیں چھوڑ سکتا..... یہ اب
 تمہارا کام ہے کہ اُسے تباہی کی طرف رجوع نہ ہونے دو۔ یہ
 تمہارا کام ہے کہ اُس نامعلوم ہتھیار کو اپنے قبضے میں کر لو جسے
 جال ہمارے خلاف اٹھانے کی تیاری کر رہی ہے.....

روحی۔ مگر مجھے اس کا علم نہیں کہ میں کامیاب بھی ہوئی یا نہیں.....
 جمال کی قوت اس قدر شدید اور اس درجہ عمیق ہے کہ میرے ہاتھ
 سے بیچ نکلتی ہے، میری آنکھوں سے بیچ نکلتی ہے، قسمت سے بیچ نکلتی
 ہے..... مجھے صرف گرتے ہوئے فولاد کی چمک نظر آتی ہے..... سائبہ
 میں سب کچھ دُھندلا نظر آتا ہے، اور میری اور تمہاری زندگی منحصر
 ہے میرے غیر مستحق ہاتھ کی قبض پر.....

شہاب۔ وہ وہاں ہے، مجھے اسکی آواز سنائی دے رہی ہے،
 وہ دروازہ ٹٹول رہی ہے..... فرمانبردار اور خاموش رہو۔ میں
 بھی مطیع ہوں۔ دیکھو اور عاجل و مضبوط رہو..... میں اپنی آنکھیں
 بند کر کے اپنی قسمت کا انتظار کرتا ہوں.....

روحی۔ (ہراساں ہو کر بدحواسی سے) آزمائش کو چھوڑ دو..... میں اسکی
 تاب نہیں لاسکتی..... میں انکار کرتی ہوں..... میں اڑ جانا چاہتی
 ہوں.....

شہاب (تھکنا لہجہ میں) خاموش!.....

(شہاب پتنگ پر دراز ہو جاتا ہے، اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہے اور

ظاہر کرتا ہے کہ گویا سوراہا ہے۔ رومی، اپنی سسکیوں سے مغلوب ہو کر
چبوترہ کی سیڑھیوں پر نڈھال ہو کر گر پڑتی ہے۔ ہائیں طرت، مگر
میں سامنے ایک چھوٹا سا دروازہ کھلتا ہے اور نرگس جہاں داخل ہوتی
ہے، ایک بنے چُغہ میں ملبوس اور ہاتھ میں ایک شمع ہے۔ دو تین
قدم چل کر رُک جاتی ہے، رومی اُٹھتی ہے اور نظروں سے غائب
ہو کر پلنگ کے پائنتیوں دبیز پردوں کے پیچھے روپوش ہو جاتی
ہے۔

نرگس جہاں (رُکتے ہوئے، خوفزدہ، جھجکتے ہوئے اور کانپتے ہوئے) اب
اور یہاں..... میں نے آخری قدم اُٹھایا ہے..... اس لمحہ تک جسکو
وقت اب تاخیر میں نہیں ڈال سکتا اور جو ایک ایسی بات کا مشاہدہ
کرنے والا ہے جس کا داغ کبھی دھویا نہ جاسکیگا، اب تک جب کہ
میں اس چھوٹے دروازہ پر آئی جو ابھی ابھی دو مقبضہ قسمیوں پر بند
ہوا ہے، میں جانتی تھی، میں جانتی تھی کہ غمے کیا کرنا ہے..... آہ
میں نے خوب غور کیا تھا اور کتنا اچھا فیصلہ کیا تھا!..... اس طرح
عمل کے علاوہ اور کوئی صورت ممکن نہیں تھی، اور کوئی طریقہ تھا ہی

نہیں۔ یہ یقینی تھا، معقول تھا، کسی طرح ٹالے نہیں ٹل سکتا تھا۔۔۔۔۔

مگر اب سب کچھ بدل گیا ہے اور میں ہر چیز کو بھول بیٹھی۔۔۔۔۔ اور

قوتیں بھی ہیں، اور آوازیں بھی ہیں، اور میں تنہا ہوں اُس

سب کچھ کے خلاف جو مذہب رات میں اپنی آواز سن رہا ہے

..... انصاف! تو کہاں ہے؟ عدل! مجھے کیا کرنا چاہیے؟.....

میں عمل کرونگی کیونکہ تیری یہی خواہش تھی..... تو نے مجھے قائل

کر کے مجھے آگے بڑھنے پر مجبور کیا۔۔۔۔۔ وہاں، ابھی ابھی ہزاروں

ستاروں تلے جو دروازہ پرچک رہے تھے اور جن سے تو نے

النجاک کی تھی کہ میری روح کو یقین دلائی..... اُس وقت کوئی شبہ

نہیں تھا، اور وہ کل یقین اُن سب کا جو سانس لیتے ہیں اور اُن سب کا

جو کا پیتے ہیں اور اُن سب کا جو محبت کرتے ہیں اور جنہیں محبت

کرنے کا حق حاصل ہے، میرے دل کو منور کر رہا تھا..... مگر اب

عمل کے وقت تو خود پیچھے ہٹ رہا ہے، تو اپنے آئین سے منحرف

ہو رہا ہے اور مجھ سے کنارہ کر رہا ہے..... آہ۔۔۔۔۔ میں اس کیل کو شدت

سے محسوس کر رہی ہوں، جس طرح ایک اندھا غلام کسی نامعلوم آقا کے

سپر و کر دیا گیا ہو..... میں بے دیکھے چلوں گی..... مجھے کچھ بھی نظر نہیں آ رہا، اور میں اپنی دیوانی آنکھیں اُس وقت تک پلنگ کی جانب نہیں اٹھاؤں گی جب تک کہ وہ عل..... (آہستہ آہستہ پلنگ کی جانب بڑھتی ہے) اب قسمت خود ہاں، کہیں گی..... (شیع اٹھاتی ہو) پلنگ کو دیکھتی ہے، شہاب سوتا نظر آتا ہے، اور متعجب سی ہو کر ایک قدم پیچھے ہٹ جاتی ہے) وہ سو رہا ہے..... یہ کیا بات ہے؟..... میں نے قیاس سے یہ معلوم نہیں کیا تھا..... اس کی کبھی توقع ہو ہی نہیں سکتی تھی..... کیا مجھے اب بھی منتظر رہنا چاہیے؟..... آہ، میں چاہتی ہوں کہ انتظار کروں..... وہ گہری نیند سو رہا ہے..... تو اسکی یہ خواہش نہیں تھی؟..... لیکن اگر وہ سوتا نہ ہوتا تو میں یہ نہیں کر سکتی تھی..... وہ مجھ کو ہتھما کر دیتا اور مجھے مغلوب کر لیتا..... یہ یقیناً قسمت ہے، اچھی اور منصف قسمت جو اُسکوں میں میرے حوالے کر رہی ہے..... میں جو کہ کسی اشارہ کی مُتلاشی تھی..... ہاں، یہی اشارہ ہے..... اگر مجھے کسی اور چیز کی ضرورت ہو سکتی ہے تو وہ چیز اور کیا ہو سکتی ہے؟..... لیکن چونکہ وہ سو رہا ہے اسیلئے

مجھے اس کا علم نہیں ہو سکتا.... شاید اُسے میری حالت پر ترس آگیا ہو،
 شاید اُس نے اپنا ارادہ چھوڑ دیا اور مجھے واپس جانے کا حکم دیگا۔
 وہ بے روح نہیں تھا، اور اکثر مواقع پر وہ پورا نہ شفقت
 سے باتیں کرتا تھا..... اُف! اگر وہ اٹھ کھڑا ہوتا، اگر وہ یہاں میرے
 لئے اپنی آغوش وا کئے ہوئے ہوتا اس طرح کہ..... تو، تو میں ہمت
 سے کام لیتی اور اُس پر غالب آجاتی..... مگر ایک خفتہ آدمی! میرے
 جذبہ حقارت کو یہ فنا کر رہا ہے۔ ایسی صورت میں نہیں کہا جاسکتا
 کہ کیا کرنا چاہیے..... اور اس نیند کو جسے ایک لفظ ایسی نیند میں
 بدل سکتا ہے جس سے کوئی انسان یا مافوق الانسان پھر بھی نہیں
 جگا سکتا!..... آہ! میں چاہتی ہوں کہ صرف ایک معافی کا لفظ
 مگر نہیں، میں بہت بُزدلی سے کام لے رہی ہوں..... یہ
 خوف ہے جو نکاسی کا راستہ ڈھونڈ رہا ہے..... میں یہاں اور
 زیادہ سوچنے کے لئے نہیں آئی تھی..... جو کچھ اُس نے کہا اور جو
 کچھ اُس نے کیا اس کے بعد شک و شبہ کی مطلق گنجائش نظر نہیں
 آتی..... میں صرف اپنی آواز سُنو گی، اپنی قسمت کی آواز، جو

پُکارے کہہ رہی ہے کہ مجھے ہم دونوں کو بچانا چاہیے..... اگر میں غلطی پر ہوں تو اور بھی بتا ہی ہوگی..... میں راستی پر ہوں، میں راستی پر ہوں..... میری شمع، مجھ جا۔ میں نے دیکھ لیا ہے جو کچھ کہ مجھے دیکھنے کی ضرورت تھی (وہ شمع بجھا دیتی ہے، مرمریں سڑھیں پراٹے رکھ دیتی ہے، خنجر کو، جسے اُس نے اب تک چھپا رکھا تھا، ہاتھ میں لیتی ہو اٹھاتی ہے، ایک لمحہ کے لئے اُسے دیکھتی ہے) اب تیری باری ہے.... آہ! اگر تو وہ کمرے کے جو میرا خیال، میرا تندرست جذبہ، ترحم چاہتا ہے، اور وہ موت جو اس خنجر کی نوک پر چمک رہی ہے حقیقی موت نہ ہوئی، ناقابلِ تردد موت!..... مگر بس!..... وقت آ پہنچا.... جو کچھ کہنا تھا کہا جا چکا، جو کچھ کرنا تھا کیا جا چکا، میں داکر کرتی ہوں!..... (شہاب پر دار کرنے کیلئے وہ خنجر اٹھاتی ہے۔ روحی، نظروں سے نہاں اسکی کلائی پکڑ لیتی ہے اور بغیر کسی ظاہرہ کوشش کے اسے دار کو مغلوج کر دیتی ہے، اسی لمحہ شہاب اپنی آنکھیں کھول دیتا ہے سکراتا ہے، اٹھتا ہے، اور مسرت کی ایک جنبش کے ساتھ جمال کو شفقت سے اپنی آغوش میں لے لیتا ہے)

شہاب - بہت خوب!..... جمال عالی مرتبت ہے اور جمال فاتح ہوئی..... اُس نے محبت پر قائم رہ کر قسمت پر فتح پائی، اور وہ تم ہی ہو، میری سچی، جسے قسمت نے منتخب کیا ہے.....

نرگس جمال (ابھی تک معاملہ کو نہ سمجھتے ہوئے اور کشمکش کرتے ہوئے) نہیں نہیں، نہیں!..... میں اسے گوارا نہیں کر سکتی..... آہ! اگرچہ میرا دل شکست قبول کر چکا ہے مگر مجھ میں ہمت باقی ہے..... اور میرے پاس اپنی ساری زندگی باقی ہے، اگر طاقت باقی نہیں ہے تو نہ سہی۔ کبھی نہیں، نہیں کبھی نہیں، جب تک میرے تن میں روح ہے۔.....

شہاب - میری طرف دیکھو جمال..... میں تمہارے ہاتھ کو اس کی گرم کردہ طاقت واپس دے رہا ہوں، وہ ہاتھ جو تم نے محبت کے تحفظ میں اٹھایا تھا..... میں اُس میں اُس خنجر کو بھی چھوڑتا ہوں جس سے مجھ پر وار کرنے کی کوشش، سعیِ صادق، کی گئی تھی.....

اُس لمحہ تک کسی چیز کا فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ اب ہر چیز واضح ہو گئی ہے، منور اور یقینی..... میری طرف دیکھو جمال، اور میرے لبوں سے

اب خوفزدہ نہ ہوا..... وہ تمہاری پیشانی کے جو یا ہیں تاکہ اُس پر وہ
 بوسہ ثبت کریں جو ایک باپ اپنی بیٹی کی پیشانی پر ثبت کرتا ہو.....
 نرگس جمال۔ یہ کیا معاملہ ہے، اور تمہارے کہنے کا کیا مطلب ہے؟
 میں نہیں سمجھ سکی..... ہاں میں تمہاری آنکھوں میں دیکھ رہی ہوں
 کہ تم مجھ سے اس طرح محبت کرتے نظر آتے ہو جس طرح کوئی اپنی بچی
 سے محبت کرتا ہے..... تو میں غلطی پر تھی اور چاہتی تھی کہ خنجر.....؟
 شہاب۔ نہیں تم حق پر نہیں۔ اگر تم وہ نہ کرتیں جو تم کرنے والی تھیں
 تو تم وہ نہ ہوتیں جس کی محبت مُتقاضی ہے۔

نرگس جمال۔ مجھے نہیں معلوم، میں خواب دیکھ رہی ہوں.....
 مگر چونکہ وہ قابلِ نفسِ چیز نہیں ہے اس لئے میں خود کو خواب کے
 حوالے کرتی ہوں.....

شہاب۔ ہاں یہ سچ ہے، میری جمال، میں تمہاری مسرت آمیز
 حیرت سے لطف اندوز ہونے کا مُتمنی ہوں، تمہاری نظروں کا تعاقب
 کرنے کا خواہشمند ہوں جو اپنے استعجابی انتشار میں مجھے اسدِ حبیب
 حسین نظر آ رہی ہیں، جن میں اعتماد کا نور بھر رہا ہے، اور جو ہندوستانی

اپنے پر پرداز کو کہاں آسودہ کریں اُن سمندری پرندوں کی طرح جو ساحل سے
 بٹھک گئے ہوں..... میں اُس مسرت میں سے اپنا حصّہ لے رہا ہوں
 جو خود میں نے دی ہے..... میں اور کچھ نہیں لونگا..... مگر تم
 پریشان مت ہو، ہم دونوں قسمت کے رازوں میں اکٹھے داخل
 ہونگے۔ اور جب سہیل.....

نرگسِ جمال۔ وہ کہاں ہے؟

شہاب۔ اچھا اس نام نے تمہیں چونکا دیا۔ اور دیکھو، فصل میں
 کھوئی ہوئی نظروں نے ساحل دیکھ لیا ہے..... سنو! مجھے اسکی
 آواز سنائی دے رہی ہے..... تمہارا دل، بغیر ہمارے جانے
 ہوئے، اُس سے یہ کہنے گیا تھا کہ تم اُس سے محبت کرتی ہو اُس حد تک
 جس سے آگے محبت نہیں بڑھ سکتی..... وہ جلدی جلدی آ رہا ہے،
 لو وہ آگیا.....

(دروازہ کھلتا ہے۔ سہیل داخل ہوتا ہے اور اُسکے پیچھے پیچھے)

روحی نگاہوں سے پنہاں داخل ہوتی ہے۔)

سہیل۔ آبا جان!..... یہ میری ہے.....

شہاب - بیٹا! یہ نعمتِ الٰہی قسمتِ اسکو تمہارے حوالہ کر رہی ہے.....
 سُہیل (نرگس جمال کو اپنی آغوش میں لیکر دیوانہ وار بوسوں کی بوجھا کر
 دیتا ہے۔) ہاں مجھے معلوم تھا اور مجھے اس کا یقین تھا..... جمال،
 میری جمال!..... میں یہ نہیں پوچھ رہا کہ تم نے قسمت کو شکست دینے
 کے لئے کیا کیا تدبیریں کی ہوں گی..... مجھے ابھی کچھ بھی معلوم نہیں، لیکن
 وہ سب کچھ جان جاتے ہیں جو اس نوع کی محبت کرتے ہیں جیسی کہ ہماری
 ہے۔ اور میں اُس نئی صداقت کا خیر مقدم کرنا ہوں جو تمہارے دل کے
 پہلے ہی لمس پر رونا ہو گئی ہو گی..... آہ! آبا جان، آبا جان، میں نے
 آپ سے کہا تھا، میں نے آپ سے کہہ دیا تھا!..... مگر اسکے سمجھنے سے
 یہ قاصر ہے کہ میں آپکے گلے کیوں لگ رہا ہوں..... یہ سچ ہے،
 میں بہت جلد بازی سے کام لے رہا ہوں..... یہاں آؤ جمال،
 تاکہ میں تم دونوں کو اپنی آغوش میں یکجا کر دوں۔ ہمارے ساتھ
 ایک ایسا دشمن تھا جو ہم سے محبت کرتا ہے، وہ ہمیں تکلیفیں پہنچانے
 کے لئے مجبور تھا اور وہ شفیق دشمن میرا باپ تھا، جسے میں ضرور
 سمجھتا تھا۔ یہ ہیں میرے والد، جنہیں میں نے دوبارہ پایا ہے، جو

صرف ایک نئسم کے منتظر ہیں تاکہ تمہیں بھی گلے لگائیں آہ !
اپنا منہ مت پھیرو، مجھے اُن نظروں سے مت دیکھو جو حقارت سے
بو جھل ہو چلی ہیں میں نے تم سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رکھی
ہے مجھے آج ہی اس کا علم ہوا ہے، آج شام کو اُس لمحہ جب کہ
تم مجھ سے جدا ہوئی تھیں۔ اور جو لہنی مجھے اس کا علم ہوا مجھے تم سے
دُور رہنا پڑا تاکہ میں اپنے دل کی بات تم پر ظاہر نہ کر دوں کیونکہ
ہماری کل مسرت کا وار و مدار، ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ اسی آخری
راز پر تھا۔ اور جب ایک راز محبت کے حوالہ کر دیا جاتا ہے تو یہ
بالکل ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کسی فانوس پلوں میں شمع دہشت
مستور کی جائے میری آنکھیں، میرے ہاتھ، صرف میرے
ساتھ ہی کو دیکھ کر تم سب کچھ معلوم کر لیتیں، اور میں تمہیں اپنی
مسرت نہیں دیکھا سکتا تھا تمہیں اس بڑی آزمائش کے
اختتام تک اس سے واقف نہیں ہونا تھا بی ضروری
تھا کہ تم ایک نامکن فعل کی مرتکب ہو وہ فعل کیا تھا، مجھے
نہیں معلوم۔ مگر اب میں خواہ کتنا ہی ہنسوں، مجھے تسلیم محم

کرنا پڑا۔ مجھے انتظار کرنا پڑا اور صبر سے وہ گھڑیاں گنتی پڑیں جنہوں نے ہمارے دو بے صبر جذبوں کو جُدا کر رکھا تھا..... مگر اب، میں سیما ہوں، ہم تن گوش ہوں اور جاننا چاہتا ہوں..... بولو، بولو، میں منتظر صدا ہوں.....

نرگس جمال۔ چونکہ تم خوش ہو اس لئے میں بھی خوش ہوں..... میں اور کچھ نہیں جانتی..... میں ایک بھیانک اور ناقابلِ فہم خواب سے ابھی ابھی بمشکل جاگی ہوں.....

شہاب۔ ہاں، میری غریب جمال، خواب بھیانک تھا۔ مگر اب وہ ہر میمت اٹھا چکا ہے اور آزمائش ختم ہو چکی ہے اور ایک ایسی مسرت قائم کر گئی ہے جسے کسی چیز کا اب خدشہ نہیں، سوائے اُس دشمن کے جو ہر انسان کی گھات میں لگا رہتا ہے.....

سُہیل۔ مگر جب سب کچھ کہا جا چکا تو یہ بتائیے کہ وہ خوفناک آزمائش آخر کیا تھی؟.....

شہاب۔ جمال تمہیں اُن پہلے ہی بوسوں میں کہہ سنا بیگی جو سب پریشانیوں سے آزاد ہو گا۔ اور جن کا تبادلہ تم اس فتح کے بعد کر گئے

میرے کمزور الفاظ سے زیادہ اچھی طرح وہ اُس پر پردہ ڈھنک سکیں گے جو اس آزمائش میں ناقابلِ معافی نظر آتا ہے..... آزمائش خطرناک تھی اور تقریباً ناممکن الفتح..... جمال ایک بالکل ہی جداگانہ راستہ اختیار کر سکتی تھی..... وہ شکست قبول کر لیتی، خود کو بھینٹ چڑھا دیتی، اپنی محبت کو قربان کر دیتی، غم کھاتی، اور نہ معلوم کیا کیا کرتی..... مگر پھر یہ وہ جمال نہ ہوتی جس کی کہ توقع تھی..... قسمت نے صرف ایک راہ کھولی تھی، اس نے اُسے اختیار کر لیا، آخر تک اُس پر ثابت قدمی سے چلتی رہی اور اپنی زندگی کے تحفظ میں ہماری جان بھی بچالی.....

نرگسِ جمال - تو یہ فیصلہ شدہ ہے کہ محبت ہر چیز پر کاری ضرب لگاتی ہے اور اُسے موت کے گھاٹ اتار دیتی ہے جو اسکے راستہ میں حائل ہونے کی کوشش کرتی ہے؟.....

شہناز - نہیں، جمال، مجھے نہیں معلوم..... اُن چھوٹے چھوٹے پرنوں سے جنہیں ہم نے اُس تاریکی میں چُن لیا ہے جو ہمارے خیالات کو احاطہ کئے ہوئے ہو ہمیں قوانین مرتب و معین نہیں کرنے چاہئیں...

.... مگر وہاں وہ عورت چسے وہ کرنا تھا جو کہ تم کرنے کے لئے آمادہ تھیں، وہ تھی جسے قسمت نے میرے بچے کے لئے چھانٹا..... اس لئے یہ لکھا جا چکا تھا، تمہارے اور صرف تمہارے لئے؛ اور شاید اُن کے لئے بھی جو تم سے کچھ مشابہت رکھتے ہیں، کہ اُنہیں اُس محبت پر حق حاصل ہے جس کی جانب قسمت اُنہیں اشارہ کرتی ہے، اور یہ کہ اس محبت کے لئے ضروری امر ہے کہ نا منصفی کو شکست دے..... میں نے تمہارا انتخاب نہیں کیا، یہ قسمت ہے جس نے تمہیں پسند کیا، لیکن میں خوشی سے پھولا نہیں سماتا کہ اس نے اس طرح تمہیں اور عورتوں میں سے چُن لیا.....

نرگس جمال۔ آبا جان!..... میں اب بھی کانپ اُٹھتی ہوں جب اُس خنجر کو دیکھتی ہوں جو ایک لمحہ کے لئے..... مجھے معاف کر دیجئے آبا جان۔ میں آپ سے محبت تو کرتی تھی ہی.....

شہناز۔ اب تو یہ میں ہوں کہ تم سے ایک معاف کرنے والے ہاتھ کا سوالی ہوں.....

نرگس جمال۔ نہیں، نہیں، یہ معاف کرنے والے سر ہاتھ نہیں ہیں۔

..... یہ وہ ہاتھ ہیں جو محبت کرتے ہیں، پرستش کرتے ہیں اور شکر گزار ہو رہے ہیں..... مجھے اب معلوم ہو گیا کہ باوجود جذبہ نفرت کے میں آپ سے نفرت کیوں نہیں کر سکتی تھی..... آپ نے جو کچھ کیا وہ اُس سے کہیں زیادہ مشکل تھا جو کہ میں نے کیا، کیونکہ وہ ظالمانہ تھا، اور جب میں غور کرتی ہوں اُس پر جو کچھ کہ اب تک ہوا ہے، تو وہ آپ ہیں، وہ آپ ہیں، آبا جان، جنہوں نے سب سے زیادہ سخت اور شدید ترین آزمائش کی صعوبت برداشت کی.....

شہناپ۔ نہیں، سب سے زیادہ شدید آن میں شامل نہیں تھی جو تمہارے علم میں ہیں..... وہ اس دل کا راز بنی رہیگی جو تم دونوں سے محبت کرتا ہے اور تم کو اپنے میں یکجا کرتا ہے، اور جو اس عمیق ترین راز کو مسرت میں بدلنے کے لئے میرے دونوں بچوں سے اُن کے ایک لمحہ مسرت کا اور شاید ایک ایسے بوسے کا مستحق ہے جو اُن بوسوں سے کچھ طویل ہو جو بالعموم بُڈھوں کو دے جاتے ہیں، اُن بُڈھوں کو جن کا وقت اس دنیا میں بہت کم رہ گیا ہو.....

سہیل - (شہاب کی آغوش میں گرتے ہوئے) آبا جان!.....

نرگس جمال - (شہاب کے گلے سے لگتے ہوئے) میرے بھی آبا جان!.....

روحی (تینوں چٹی ہوئی ہستیوں میں شامل ہونے کی کوشش کرتے ہوئے) مجھے کوئی نہیں دیکھنا، اور مجھے میرا حصہ محبت دینے کا بھی کسی کو خیال نہیں آتا۔ محبت جو میرے پنہاں ہاتھوں نے دلوں اور پرسوں کے کنجوس ہاتھوں میں سے جھپٹی.....

شہاب - (سُکرا کر) میں تمہیں دیکھ رہا ہوں، روحی! تم ہم تینوں سے محبت کرتی ہو، مگر ان بوسوں میں سے جو تم ہمیں دوگی ایک زیادہ پُر شوق بوسہ جمال کو دیا جانا چاہیے..... جاؤ، اُسے بوسہ دو! آزمائش ختم ہو چکی اور میرے بوڑھے دل میں بھی کشمکش سرور پڑ گئی..... تھوڑی دیر بعد ہم اُس سے دُور ہونگے اور کل محبت سے دُور.....

(روحی جمال کو بوسہ دیتی ہے، طویل اور اہستہ آہستہ)

نرگس جمال - آپ کیا کر رہے ہیں، آبا جان! اور آپ کس سے باتیں کر رہے ہیں؟..... ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے پھول جنہیں میں جمع نہیں

کر سکتی، ہلکے ہلکے میری بیشانی اور میرے لبوں کو چوم رہے ہیں.....
 شہاب - ان سے اجتناب نہ کرو، وہ غم آگیں اور پاکیزہ ہیں.....
 وہ میری پاکیزہ رُوحی ہے جو انہیں تم پر نبچھا اور کر رہی ہے! وہ میری
 پنہاں بیٹی ہے، جزییرے کی نیک پری، جسے تمہیں اور سہیل کو پایا
 اور تمہاری محافظت کی..... وہ تمہاری عظیم شانِ محبت میں آخری دفعہ
 شامل ہونا چاہتی ہے، اور اُس محبت کے ایک حصہ کی طالب ہے،
 جو اسی کی طرح عاقلانہ اور دُور اندیش ہے، جس کی ادائیگی ہم پر
 واجب ہے.....

نرگس جمال - وہ کہاں ہے؟..... مجھے تو اپنے قریب سوائے
 آپ کے اور سہیل کے اور کوئی نظر نہیں آتا.....
 شہاب - تو کیا تم یہ سمجھتی ہو، میری سچی، کہ ہم اُس سب کچھ کو
 دیکھ سکتے ہیں جو ہماری زندگیوں کی تہہ میں آسودہ ہے؟.....
 بچاری رُوحی کے ساتھ مہربانی اور نرمی سے پیش آنا.....
 وہ اب تمہیں ایک وداعی بوسہ دے رہی ہے، اس سے پیشتر
 کہ میرے ساتھ اُن علاقوں میں روپوش ہو جائے جہاں میری قیمت

چاہتی ہے کہ میرا نوشتہ تقدیر پورا ہو.....
 سہیل - آپ کے ساتھ روپوش ہونے کے لئے؟..... آبا جان،
 میری سمجھ میں نہیں آیا.....

شہاب - ہمیں اُن سے پوچھ گچھ نہیں کرنی چاہیے جنہیں اور کچھ کہنا
 نہ ہو..... ہر بات کا فیصلہ ہو چکا ہے..... نامعلوم دیوتاؤں کا
 شکر ہے کہ میں اُن دو دلوں کو مسٹر آشنا کرنے میں کامیاب
 ہو گیا جو میرے محبوب ترین تھے۔ لیکن میں اس سے زیادہ اور
 کچھ نہیں کر سکتا اور نہ تم ہی میری راحت کے لئے کچھ کر سکتے ہو.....
 میں اپنی قسمت کی جانب جا رہا ہوں، اور میں خاموشی سے جا رہا
 ہوں تاکہ اس مُتنبسم ساعت کو افسردہ نہ کروں جو صرف تمہارے
 لئے مخصوص ہے..... مجھے معلوم ہے کہ وہاں کیا ہونے والا
 ہے، لیکن میں پھر بھی وہاں جا رہا ہوں.....

نرگس جمال - نہیں، نہیں، نہیں، نہیں، آبا جان، آپ وہاں نہیں
 جائیگے..... ہم آپ کے ساتھ ساتھ ہیں اور اگر کوئی خطرہ، جسے ہم
 نہیں دیکھ سکیں گے، آپ کی ضعیفی کے لئے مہلک ثابت ہوگا تو ہم

کم از کم اس کے خوف ہی کو کم کرنے کی کوشش کریں گے..... جب ایک مُصیبت کو برداشت کرنے کے لئے تین ہستیاں ہوں اور وہ تینوں آپس میں محبت رکھتی ہوں، تو وہ مُصیبت ”محبت کے بوجھ“ میں تبدیل ہو جائیگی جسے ہم خوشی خوشی جھیل لیں گے.....

شہاب۔ افسوس! نہیں، میری جمال۔ یہ سب بیکار ثابت ہوگا..... دیوناؤں سے میری التجا ہے کہ انسان صرف ملائم مصیبتوں ہی میں مبتلا ہوا کریں، جیسی کہ تمہاری تھیں..... لیکن زندگی کے سب پوشیدہ مقاصد اس درجہ واضح اور اچھے نہیں ہوتے..... نوشتہ تقدیر کے بارے میں ہم بے سود قیاس آرائیاں کرتے ہیں..... میں ابھی یہاں ہوں، اُن کی آغوش میں جو مجھ سے محبت کرتے ہیں..... میری صعوبت کا دن آج کا دن نہیں ہے..... ہمیں اس ساعت سے لطف اندوز ہونا چاہیے، اس حزن شیریں میں جو بڑی بڑی سترتوں کے جلو میں ہوتا ہے، اپنی محبت کی گھڑیوں پر کان لگا کر، گزرتی اور گزیر پا گھڑیاں جو ایک ایک کر کے شب کی اس مضمحل شعاع نور

میں رُوپوش ہوتی جاتی ہیں، جس میں ہم عظیم ترمسرت کی
 آرزو لئے ہم آغوش ہوتے ہیں..... اس کے علاوہ جو کچھ
 باقی ہے وہ انسان کے قبضہ قدرت سے خارج ہے.....

————— ❦ —————

پر وہ اختتامیہ

————— ❦ —————

